۳۵۴۱۳

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ

خُطُبَاتِ جُمُعَہ

حصہ ششم

مولٰینا احمد علی صاحب

امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

المشیع سلسلہ قادریہ راشدیہ

دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ

لاہور

بار اول ایک ہزار — قیمت ایک روپیہ چار آنہ

۳۵۸۰۳

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ

خُطباتِ جُمعہ

حصہ ششم

مولٰینا احمد علی صاحب

امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

المشتہر سلسلہ قادریہ راشدیہ

دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ

لاہور

قیمت ایک روپیہ چار آنہ

بار اول ایک ہزار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعہ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ
بِنُوْرِ الْاِیْمَانِ وَشَرَحَ صُدُوْرَ الصَّادِقِیْنَ
بِالتَّوْحِیْدِ وَالْاِیْقَانِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی
خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
یَآاَھْلَ الْغَفْلَۃِ وَالْبِطَالَۃِ وَالْغُرُوْرِ وَیَآاَھْلَ
الْجَاہِ وَالْمَالِ وَالسُّرُوْرِ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ الدُّنْیَا
دَارُ الْفَنَآءِ وَالْغُرُوْرِ وَالْاٰخِرَۃَ دَارُ الْبَقَآءِ وَالسُّرُوْرِ
فَاذْکُرُوْا فَضِیْحَۃَ الْقِیَامَۃِ وَالصِّرَاطِ وَالنُّشُوْرِ

أَلَآ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ
اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ
عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ
عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا
وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى
وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ وَيَوْمَ
يُنَادِى الْمَلِكُ الْجَبَّارُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ
لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اِنَّ اَحْسَنَ الْكَلَامِ
كَلَامُ اللّٰهِ الْعَلَّامِ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّبٌّ رَّؤُفٌ رَّحِیْمٌ

جمعہ کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ

وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی وَصَامَ وَصَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ
کَذٰلِكَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ
الصّٰلِحِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰٓی اَفْضَلِ الصَّحَابَةِ

بِالتَّحْقِيقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِیْ بَکْرِ
الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَلَی
النَّاطِقِ بِالصَّوَابِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
وَعَلَی الْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ
نِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلٰی اُمِّهِمَا

سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا وَعَلَی السِّتَّۃِ
الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ رِضْوَانُ
اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ
اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَصْلِحْ
بَالَھُمْ وَوَفِّقْھُمْ لِاِقَامَۃِ الْخِلَافَۃِ
الْحَقَّۃِ عَلٰی مِنْوَالِ الْخِلَافَۃِ النَّبَوِیَّۃِ
الرَّاشِدَۃِ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ عَسَاکِرَ
الْمُسْلِمِیْنَ اَیْنَمَا کَانُوْا وَمَنْ کَانُوْا
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ

مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ
وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ
وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَخَرِّبْ دِيَارَهُمْ وَاَهْلِكْهُمْ
كَاَهْلَاكِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ تَعَادَلُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِالْقُرْبٰى
وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ
وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى
وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

خطبہ یوم الجمعۃ

انسانوں کی پانچ قسمیں

تین کے لئے نہ شفاعت نہ نجاۃ

دو کے لئے شفاعت اور نجاۃ ہے

پہلی قسم شرک

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا (سورۃ النساء رکوع نمبر) ترجمہ۔ بیشک اللہ یہ نہیں بخشتا۔ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا جس کو چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔ اس نے بڑا طوفان باندھا۔

پاکستان کے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد کا حاشیہ:۔ یعنی شرک

کبھی نہیں بخشا جاتا - بلکہ اس کی سزا دائمی ہے - البتہ شرک کے نیچے جو گناہ ہیں - صغیرہ ہو یا کبیرہ وہ سب قابل مغفرت ہیں - اللہ تعالیٰ جس کی مغفرت چاہے - اس کے صغیرہ کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے - کچھ عذاب دے کر یا بلا عذاب ؟ ے کر اسمیں اشارہ اس کی طرف ہے - کہ یہود چونکہ کفر اور شرک میں مبتلا ہیں اسلئے مغفرت کی توقع نہ رکھیں

پیشینگوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی ہے - لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ - ترجمہ تم ضرور پہلوں (یہود و نصاریٰ) کے طریقوں پر چلو گے - بالشت بھر بالشت - ہاتھ بھر ہاتھ (ناپ میں پورا اترو گے)

عبرت

حسب اعلان شیخ الاسلام جب یہود و نصاریٰ دین موسوی اور عیسوی کے حامل ہونے اور اپنی آسمانی کتابوں کے موجود ہونے کے باوجود شرک اور کفر میں مبتلا ہو چکے تھے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے - ایسا نہ ہو - یہ بھی مسلمان کہلاتے ہوئے - قرآن مجید کو اپنے گھروں میں رکھتے ہوئے کہیں شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہو جائیں - کیونکہ شیطان بڑے بڑے دینداروں کو شرک

اور کفر میں مبتلا کردیا کرتا ہے - اگر خدا نخواستہ کبھی شرک میں مبتلا ہوگئے - تو یہود اور نصاریٰ کی طرح یہ بھی ہمیشہ کے لیے دوزخ بھیجے جائیں گے - وما علینا الا البلاغ

علاج

شرک اور کفر سے بچنے کے لئے فقط ایک علاج ہے - کہ اگر عربی دان ہے - تو خود قرآن مجید کو غور سے پڑھے - اور اگر عربی دان نہیں ہے - تو پھر عالم قرآن کی صحبت میں لازمی طور پر نشست و برخاست رکھے - اس کے سوا توحید اور شرک ایمان اور کفر میں مکمل تمیز حاصل کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے -

اجمالی نقشہ

شرک کا اجمالی نقشہ فقط اتنا ہی ہے - کہ انسان کو مخلوق ہونے کے لحاظ سے جو تعلق اپنے معبود حقیقی ہی سے رکھنا چاہیے اسی قسم کا تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے - اللہ تعالیٰ ہی سے تعلق رکھنے کے تمام پہلوؤں پر روشنی فقط قرآن مجید ہی ڈالتا ہے لہذا قرآن مجید پر جب تک خود غور نہ کرے - یا کسی عالم قرآن کے دامن سے وابستہ نہ ہو - اس عنوان کے تمام پہلو اس کے سامنے آ ہی نہیں سکتے - اسی غفلت اور بے توجہی کا یہ نتیجہ ہے - کہ

بہت سے مسلمانوں کے عقائد میں شرک پایا جاتا ہے - اور انہیں اس غلطی کا کوئی احساس نہیں ہے - یہ ٹھیک ہے - کہ مسلمان جان بوجھ کر شرک ہرگز نہیں کرتا - لیکن کیا اگر ایک چیز واقع میں شرک ہے - اور اللہ تعالٰے اس عقیدہ سے سخت ناراض ہو - تو کیا وہ شرک نہیں رہے گا - اس کی مثال ایسی ہے - کہ خدانخواستہ اگر ایک شادی شدہ عورت بدکاری کو بُرا نہیں سمجھتی - تو کیا اس کا غیور خاوند بھی اس کی بدکاری پر راضی ہو گا ؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسری "قسم" کا "کفر"

قولہ تعالیٰ : اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ (سورہ البقرۃ رکوع ۱۹) بیشک جن لوگوں نے کفر کیا - اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے - ان پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں - سب کی لعنت ہے - اسی لعنت میں ہمیشہ رہیں گے - ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا - اور نہ وہ مہلت دئے جائیں گے -

کفر کی معنی

قولہ تعالیٰ :- اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ الآیۃ سورۃ آل عمران رکوع ۹ ترجمہ - جو لوگ منکر ہوئے - اور مر گئے منکر ہی - از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

شریعت پر فیصلہ کرانے سے انکار کرنے پر آدمی کافر ہو جاتا ہے

قولہ تعالیٰ :- وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَا اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ سورۃ النور رکوع ۶ ترجمہ :- اور کہتے ہیں - ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے - اور ہم ان کے تابعدار ہیں - پھر اس اقرار کے بعد ایک جماعت ان میں سے پھر جاتی ہے - اور وہ ایماندار نہیں ہیں اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے - تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے - تو ایک جماعت ان میں سے مونہہ موڑ

کر جانے والی ہوتی ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر فیصلہ کرانے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ اس انکار کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

نتیجہ

کفر کی معنی واضح کرنے کے لئے جو تین آیتیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان میں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے کسی ایک حکم کے ماننے سے بھی انکار کرے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی عدالت کی طرف فیصلہ کرانے کے لئے بلایا جائے۔ اور شریعت پر فیصلہ کرانے سے انکار کرے۔ وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ زبانی دعویٰ اسلام کا پھر بھی کرتا رہے۔ تمام مسلمانوں کو اس آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھتے رہنا چاہیئے۔ کہ اسلامی خال و خط بگڑ تو نہیں گئے۔ اور یہ یاد رہے۔ قیامت کے دن کافر کے لئے نہ شفاعت ہے نہ نجات اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ وما علینا الا البلاغ

تیسری قسم

نفاق اعتقادی کے منافق

قوله تعالیٰ :- اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ سورہ المنافقون رکوع نمبرا - ترجمہ - جب تیرے پاس منافق آتے ہیں۔ کہتے ہیں - ہم گواہی دیتے ہیں ۔ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں - اور اللہ جانتا ہے - کہ آپ اللہ کے رسول ہیں - اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں -

قوله تعالیٰ :- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ٥ سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ ترجمہ - اور جنہوں نے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لئے مسجد بنائی ہے - اور واسطے گھات لگانے ان لوگوں کے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے لڑ چکے ہیں - اور البتہ قسمیں کھائیں گے - کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی - اور اللہ گواہی دیتا ہے - کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں -

نفاق اعتقادی کے منافق کیوں

گزشتہ آیات میں جن لوگوں کا ذکر آیا ہے۔ یہ لوگ نفاق اعتقادی کے منافق کیوں ہیں؟ اس لئے بظاہر تو وہ اپنے آپ کو بار بار مسلمان ہی کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کی تردید فرماتا ہے۔ کہ یہ جھوٹے ہیں۔ جھوٹے اس لئے ہیں۔ کہ بظاہر اسلام کا دعوےٰ کرنے کے باعث معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کے خیرخواہ ہیں۔ اور ان کے افعال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کے دشمن ہیں۔ چنانچہ آخری آیت میں ان کی نیت معلوم ہو چکی ہے۔ کہ انہوں نے مسجد فقط اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے بنائی ہے۔ اور کفر کی حمایت کے لئے بنائی ہے۔ اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لئے بنائی ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے والوں کے لئے کمینگاہ بنائی ہے۔ ان ارادوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور دل میں اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔

عبرت

ہم مسلمانوں کو بھی منافقوں کے واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور اپنے ظاہر اور باطن کو اسلام کا بہی خواہ بنانا

چاہئے ۔تاکہ بارگاہ الہٰی میں سچّے مسلمانوں کی فہرست میں شمار کئے جائیں ۔

چوتھی قسم مومن مسلم

انسانوں کی چوتھی قسم مومن مسلم ہے ۔ اس قسم کے لئے دو صفتوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ان دونوں صفتوں کا مطلب عرض کیا جاتا ہے ۔ ایمان کا مطلب یہ ہے ۔کہ اے اللہ تیرا اور تیرے رسول کا ہر حکم دل سے مانتا ہوں ۔ دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے ۔ اور جو حکم ملے ۔اس کی حسب توفیق تعمیل کرنے کا نام اسلام ہے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ جس شخص میں یہ دونوں صفتیں پائی گئیں ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوبارہ اٹھ کر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے پانی پی کر اور آپ کی شفاعت سے مشرف ہو کر سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا ۔

ایمان دل میں ہوتا ہے

قولہ تعالیٰ :۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ الاٰیۃ سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶ ترجمہ ۔ بدوؤں نے کہا ۔ ہم ایمان لے آئے ہیں ۔

کہدو۔ تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو۔ کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ایمان اور چیز ہے۔ اور اسلام اور چیز ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کے دل میں ایمان نہ ہو۔ اور بظاہر مسلمان نظر آئے۔

پانچویں قسم مومن فاسق

مومن فاسق کے دل میں ایمان تو کامل ہوتا ہے۔ البتہ احکام الٰہی کی تعمیل میں سستی کرتا ہے۔ اور انکار کسی چیز کا نہیں کرتا۔ اگر اللہ تعالےٰ اس شخص کو معاف فرمادے۔ تو سیدھا بہشت میں بھیجدے۔ تو قادر ہے۔ اور اگر اپنے انصاف کے قانون کے لحاظ سے گرفت کرے۔ اور دوزخ میں بھیجدے

قسم میں داخل ہے۔ وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعہ

روحانی امراض مہلکہ

قولہ تعالیٰ:۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا

پہلی بیماری حسد

برادران اسلام۔ جس چیز کو ہم انسان کہتے ہیں۔ وہ دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک رُوح اور دوسری جسم۔ جسم کی بیماریاں اور ہیں۔ اور روح کی اور ہیں۔ جسمانی بیماری خواہ کتنی ہی خطرناک کیوں نہ ہو۔ مگر وہ قبر میں جانے سے پہلے ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً دق۔ جسمانی بیماریوں میں سے خطرناک اور مہلک بیماری ہے۔ مگر جب انسان کی رُوح بدن سے الگ ہو جاتی ہے۔ تو یہ بیماری بھی ختم ہو جاتی ہے اور مریض اس سے نجات حاصل کر کے قبر میں جا کر سوتا ہے لیکن روحانی بیماریاں قبر میں بھی انسان کے ساتھ جاتی ہیں وہاں بھی مریض کو تڑپائیں گی۔ قبر میں بھی ممکن ہے۔ ختم نہ ہونے پائیں۔ اور میدان حشر میں بھی ساتھ ہی جائیں۔ اس پچاس ہزار سال کے دن میں بھی ختم نہ ہونے پائیں۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ جہنم میں ساتھ ہی جائیں۔ انہیں روحانی بیماریوں میں سے ایک حسد ہے۔

حسد کی تشریح

حسد کا مریض حاسد کہلاتا ہے۔ اگر کسی شخص کو

اللہ تعالےٰ کے فضل سے کوئی نعمت نصیب ہو۔ تو حاسد کا دل یہ چاہتا ہے۔ کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے۔ اور مجھے مل جائے۔ اس شخص کی نعمت کو دیکھ کر پیچ و تاب کھاتا ہے۔ اور اس کی تذلیل اور تحقیر کرتا ہے۔ اور کوشش یہ کرتا ہے۔ کہ کسی صورت سے یہ اس سے چھن کر مجھے مل جائے۔ مثلاً ایک عرصہ دراز سے ایک شخص کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ محلہ میں کسی شخص کے ہاں بیٹا پیدا ہوگیا اب اس حاسد کے دل میں آگ لگ گئی۔ کہ اس کے ہاں لڑکا کیوں ہوا۔ اب ٹونے ٹانوں کے ذریعہ سے یہ کوشش کرے گا۔ کہ اس کا بیٹا مرجائے۔ اور میرے ہاں ہو جائے یہی حسد ہے۔ اور یہ شرعاً حرام ہے۔ حسد کے بالمقابل "غبطہ" اور وہ حلال ہے۔ غبطہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے اللہ تو نے فلاں شخص کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ مجھے بھی دے دے اس کا بھی سلامت رہے۔ کیونکہ تیرے ہاں تو بیٹوں کے خزانے ہیں۔ اس لئے اپنے فضل سے ہمیں بھی دیدے۔ یہ غبطہ حلال اور مباح ہے۔

حسد کے متعلق فرمانِ نبوی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ رواہ ابوداؤد ترجمہ۔ ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

نتیجہ

یہ نکلے گا۔ کہ حاسد اپنے حسد کے باعث سب نیکیاں برباد کرکے جہنم میں جا داخل ہوگا۔ مذکورۃ الصدر آیات میں آدم علیہ السلام کے جن دو بیٹوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک کا نام قابیل اور دوسرے کا ہابیل تھا۔ قابیل کی قربانی اللہ تعالےٰ نے قبول نہیں فرمائی تھی۔ اور ہابیل کی قبول فرمائی تھی۔ قابیل نے حسد کی بنا پر ہابیل سے کہا تھا۔ کہ میں تمہیں قتل کردوں گا ہابیل نے جواب میں کہا تھا۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا۔ پھر بھی میں ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے قتل کرنے کے باعث تو دوزخ میں جائے۔ لہذا دوزخ میں جانے کا اصلی سبب تو حسد ہی ہوا۔ حسد ہی کے سبب سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اسی چیز کی تائید کرچکی ہے۔ کہ حسد

حاسد کی نیکیوں کو اس طرح تباہ کر دیتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے۔ جب حاسد کے پلہ میں نیکی کوئی نہیں رہے گی۔ تو پھر سوائے دوزخ کے اور کہاں جائے گا۔ ہاں اگر شرک اور کفر اور نفاق اعتقادی اس میں نہیں تھا۔ تو پھر باالآخر اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل کر بہشت میں آجائے گا۔

دوسری مرض

قولہ تعالیٰ:۔ وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ سورہ الزخرف رکوع ۵ ترجمہ۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا۔ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں۔ اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہہ رہیں۔ پھر تم کیا دیکھتے نہیں۔ کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں۔ جو ذلیل ہے۔ اور صاف بات نہیں کر سکتا

مرض کبر کا مریض

فرعون مرض کبر کا مریض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مرض کبر کی دو علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ بطر الحق و غمط الناس ترجمہ۔ حق بات کا انکار کرنا۔ اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ چنانچہ فرعون میں یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام اسے اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ تو کہتا ہے۔ میں سب سے بڑا رب ہوں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو الوالعزم انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ انہیں ذلیل سمجھتا ہے۔

مرض کبر کا انجام

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۲ ترجمہ۔ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اور میری اٹکل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے۔ پھر چاہا۔ کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اس زمین میں۔ پھر ڈبا دیا۔ ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو سب کو۔ از ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ مریض کبر کا انجام آپ نے دیکھ لیا۔ کہ اپنی ساری جمعیت کے ساتھ غرق ہوتا ہے۔

کبر کے متعلق فرمان نبویؐ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ

اِنَّ رَجُلٌ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطْرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (رواہ مسلم)

ترجمہ - ابن مسعودؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو گا - بہشت میں نہیں جائے گا - ایک شخص نے عرض کی - آدمی چاہتا ہے - اس کے کپڑے اچھے ہوں - اور اس کا جوتا عمدہ - آپ نے فرمایا - بیشک اللہ تعالےٰ خوبصورت ہے - خوبصورتی کو پسند کرتا ہے - تکبر حق (بات کے ماننے سے) انکار کرنے اور لوگوں کو ذلیل سمجھنے کا نام ہے (رواہ مسلم)

تیسری مرض عُجب (خود پسندی) ہے

قولہ تعالیٰ :- اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ (الآیۃ سورۃ القصص رکوع ۸) ترجمہ (قارون سے) اس کی قوم نے کہا اترا مت بے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا - اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے - اس سے آخرت کا گھر حاصل کر اور اپنا حصہ دنیا میں سے نہ بھول - اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے - اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو - بے شک

اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا - کہا یہ تو مجھے ایک ہُنر سے ملا ہے - جو میرے پاس ہے -

قارون مرض عُجب کا مریض ہے

اس کی قوم میں سے اللہ تعالےٰ کے نیک بندے تو اسے یہ کہتے ہیں - کہ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے - سب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے تمہیں دیا ہے - لہٰذا تمہیں بھی اللہ تعالےٰ کی راہ میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا چاہئیے اس کے جواب میں وہ یہ کہتا ہے - کہ یہ مال و دولت میری اپنی قابلیت کا نتیجہ ہے - وہ سمجھتا ہے - کہ میں نے اپنی قابلیت سے یہ روپیہ کمایا ہے - لہٰذا جس طرح میں چاہوں خرچ کر سکتا ہوں - مجھے کسی کی اطاعت اور پابندی کی ضرورت نہیں ہے -

مریض عُجب کا انجام

قولہ تعالیٰ :- فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ سورہ القصص رکوع ۸ ترجمہ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا - پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی - جو اسے اللہ

سے بچا لیتی۔ اور نہ وہ خود بچ سکا۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ قارون تمام مال و اسباب سمیت زمین میں غرق ہوا۔ دنیا میں ذلت اور لعنت کی موت مرا۔ اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جا داخل ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

علاج

اطباء جب اپنی ادویات کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ تو صفحہ اول پر لکھتے ہیں۔ لکل داءٍ دواءٌ ترجمہ۔ ہر ایک بیماری کا علاج ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے جسمانی بیماریوں کے علاج پیدا کئے ہیں۔ البتہ موت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے علاج بھی پیدا کئے ہیں۔ البتہ نور فطرۃ بجھ جائے۔ اور انسان اپنے گناہوں کے باعث مسخ ہو جائے۔ تو پھر ہادی کی صحبت میں اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جس طرح جسمانی مردے کو طبیب زندہ نہیں کر سکتا۔ اسی قسم کے لوگوں کا مندرجہ آیت میں ذکر ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ سورۃ البقرۃ رکوع ۱ ترجمہ۔ بے شک جو لوگ انکار کر چکے ہیں برابر ہے

انہیں تو ڈرائیے۔ یا نہ ڈرائیے وہ ایمان نہیں لائیں گے

روحانی امراض کے پہلے معالج

سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات میں سے ایک برکت روحانی امراض سے شفا بھی ہے۔ اسی کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر وَيُزَكِّيهِمْ کے لفظ سے تعبیر بھی فرمایا ہے۔ یعنی آپ لوگوں کو روحانی امراض سے شفایاب فرماتے ہیں۔ امراض روحانی ہیں شرک۔ کفر۔ حسد۔ کبر۔ عُجب وغیرہ بہت سے امراض شمار کئے جا سکتے ہیں۔

وہبی شفاء

شفاء کی دو قسمیں ہیں۔ وہبی اور کسبی۔ اس کی مثال اسطرح ہے۔ کہ ایک آدمی گرم کپڑا نہ ہونے کے باعث سردی سے ٹھٹھر رہا تھا۔ اب اس سردی زائل کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ دھوپ میں جا کر بیٹھے گا۔ تو سردی خود بخود دور ہو جائے گی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہونے کی برکت سے اور آپ کی نظر کیمیا اثر کی طفیل سے حسد۔ کبر۔ عجب وغیرہ امراض سے انسان پاک ہو جاتا تھا۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ آدمی کوئلے سلگائے اور انگیٹھی میں ڈال کر کمرہ بند

کو کے اندر بیٹھ جائے۔ اس آگ کے سینکنے سے بھی سردی دور
ہو جائے گی۔ مگر یہ طریقہ وہبی نہیں۔ بلکہ کسبی ہے یہ روحانی
کسبی شفا۔

صوفیائے کرام

کے سامنے زانو ادب تہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ صوفی
کامل ہو۔ اور طالب میں اخذ فیض کی پوری صلاحیت پائی جائے
اپنے گناہوں کے باعث مسخ نہ ہو گیا ہو۔ اور اپنے شیخ کامل
سے تین تاروں (عقیدت۔ ادب اور اطاعت) کے ذریعہ سے
تعلق جوڑے۔ اور ان تینوں میں کبھی کوئی نقص پیدا نہ ہونے
پائے۔ انشا اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے بعد شیخ کامل کی
توجہ سے طالب پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ وَمَا ذٰلِکَ علی
اللہ بعزیز۔ واللہ علی ما یشاء قدیر۔ کما قیل

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب بھائی بہنوں کو امراض روحانی سے شفایاب
فرماکر دنیا سے اُٹھائے۔ آمین یا اِلٰہ العالمین۔ وما علینا الا البلاغ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ

اتباع شریعت فطرت انسانی کا تقاضہ ہے

قولہ تعالیٰ :- فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ سورۃ الروم رکوع ۴ ترجمہ۔ سو تو ایک طرف کا ہو کر دین پر سیدھا موہنہ کئے چلا چل۔ اللہ کی دی ہوئی قابلیت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بناوٹ میں رد و بدل نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی اللہ سب کا مالک حاکم۔ سب سے نرالا۔ کوئی اس کے برابر نہیں۔ کسی کا زور اس پر نہیں۔ یہ باتیں سب جانتے ہیں۔ اس پر چلنا چاہیئے۔ ایسے ہی کسی کی جان و مال کو ستانا۔ ناموس میں عیب لگانا۔ ہر کوئی برا جانتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا۔ غریب پر ترس کھانا۔ حق پورا دینا۔ دغا نہ کرنا۔ ہر کوئی اچھا جانتا ہے۔ اس پر چلنا وہی دین سچا ہے۔ ان چیزوں کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھلا دیا۔"

حاصل

حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حاشیہ کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کے دل میں پیدائشی طور پر سچے دین کے احکام ڈال دیئے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ فلاں فلاں کام اچھے ہیں انہیں کرنا چاہئے۔ اور فلاں فلاں کام بُرے ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ پس دین فطرت اصلی اور سچا دین ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اسی دین فطرت کو ایک منظم طریقہ پر سکھلانے کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سامنے انہیں چیزوں کا عملی اور مکمل نمونہ بن کر پیش ہوتے رہے۔ اور ہر امت کو اپنے نبی کے پیش کردہ مکمل دستور العمل کو اپنے لئے ضابطۂ حیات بنانے کا حکم ہوتا رہا چنانچہ رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو آپ کے اسوۂ حسنہ کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا) سورۃ الاحزاب رکوع ۳ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

نتیجہ

یہ نکلا - کہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی دین کو پیش فرماتے رہے جو فطرت انسانی کا اپنا تقاضا تھا - وہی ایک منظم طریقہ سے مکمل ضابطہ حیات کی صورت میں انبیاء علیہم السلام پر القا ہوتا رہا - اور وہ حضرات اسی کی طرف دعوت دیتے رہے - اور خود نمونہ بن کر دکھاتے رہے

مخالفت کیوں

یہاں خود بخود ایک سوال بے ساختہ دل میں آتا ہے - کہ جب انبیاء علیہ السلام کی شرائع فطرۃ انسانی کے تقاضوں کے مطابق ہیں - تو پھر امتوں نے مخالفت کیوں کی - جس کا لازمی نتیجہ ان کی تباہی اور بربادی ہوا - اس کا جواب قرآن مجید میں آتا ہے - زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج الآیۃ سورۃ - آل عمران رکوع ۲ ترجمہ - لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے - جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی

اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔

نتیجہ

یہ نکلا۔کہ جب انسان کو مال و اسباب کی فراوانی حاصل ہوتی ہے تو پھر خواہشات نفسانی کا اس پر غلبہ ہو جاتا ہے۔اس وقت قانونِ فطرت کی حدوں کو پھاند کر پار ہو جاتا ہے۔حالانکہ وہ اس کے دل کی آواز تھی۔جسے شریعت میں" وعظ فی قلب کل مؤمن" ہر مومن کے دل میں اللہ کا وعظ" کہا گیا ہے۔مثلاً ہر انسان کو اس کی فطرت یہ کہتی ہے۔کہ اپنی بیوی کے سوا دوسرے کی بیوی کو ہاتھ نہ ڈال۔مگر خواہش نفسانی سے مغلوب ہو کر انسان یہ ناشائستہ حرکت کرتا ہے۔قانون فطرت کے تنبیہ کرنے اور خلاف فطرۃ اس کے کام کرنے کا ہی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔کہ اپنے گھر لوگوں کے سامنے آتا جاتا ہے۔اور دوسرے کے گھر میں جانے کے لئے چھپ چھپ کر جاتا ہے۔تاکہ کوئی دیکھ نہ لے

دربار نبوی سے تائید اوّل

عَنْ عُمَرو بْنِ عَوْف قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا

کما تنافسوھا وتھلککم کما اھلکتھم متفق علیہ۔ ترجمہ۔ عمروؓ بن عوف سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خدا کی قسم میں تمہاری تنگدستی سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ مجھے تمہارے متعلق اس بات کا خطرہ ہے۔ کہ تم پر دنیا کشادہ کی جائیگی۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں رغبت کروگے۔ جس طرح انہوں نے اس میں رغبت کی تھی۔ پھر تمہیں ہلاک کردے گی۔ جس طرح انہیں ہلاک کیا تھا۔

تائید دوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کل من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ"۔ ترجمہ۔ ہر بچہ فطرت سلیمہ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ پھر ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ بچے میں پیدائشی طور پر قبولیت حق کی استعداد ہوتی ہے۔ مگر پیدا ہونے کے بعد ماں باپ غلط راستہ پر ڈال دیتے ہیں۔ اور اصلی۔ کھرے اور سچے دین سے ہٹا کر گمراہی کے

گڑھے میں جا ڈالتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تائید

قال اللہ تعالیٰ:۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۹ ترجمہ۔ ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی۔ پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور اس سے ڈر گئے۔ اور اسے انسان نے اٹھا لیا۔ بیشک وہ بڑا ظالم اور بڑا نادان تھا۔ غزالی اور بیضاوی اور دوسرے لوگوں نے فرمایا ہے۔ کہ امانت سے مراد مکلف ہونے کی ذمہ داری اٹھانا ہے۔ اگر فرمانبرداری کریں۔ تو ثواب حاصل کریں۔ اور نافرمانی کریں تو سزا پائیں۔ اور ان چیزوں (آسمانوں۔ زمین اور پہاڑوں) پر پیش کرنے کا مطلب یہ ہے۔ آیا ان میں امر و نہی کے مخاطب ہونے کی استعداد ہے۔ اور ان کے انکار کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان میں امر و نہی کے مخاطب ہونے کی قابلیت ہی نہیں ہے۔ اور انسان کے اس امانت کے اٹھا لینے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس میں امر و نہی کے مخاطب ہونے کی استعداد اور قابلیت ہے۔ (شاہ صاحب فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ یہ انسان کے مکلف ہونے کی

دلیل ہے۔ کیونکہ ظلوم وہ ہے۔ جو انصاف نہ کرے۔ اور چاہتا تو انصاف کر سکتا تھا۔ اور جہول وہ ہے۔ جو عالم نہ ہو۔ اور چاہتا تو علم حاصل کر سکتا تھا۔

(ماخوذ از حجۃ اللہ البالغہ)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ فقط انسان ہی میں یہ استعداد اور قابلیت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ کہ چاہے تو ایک کام کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ اسی استعداد کی بناء پر انسان کو قرآن مجید میں بعض کاموں کے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اتباع شریعت فطرۃ انسانی کا اپنا تقاضا ہے۔ تا کہ احکام الہٰی کی تعمیل کر کے رضا الہٰی کا تمغہ حاصل کر کے جنت میں جائے۔ اور اگر خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑے اور شریعت کی تابعداری نہ کرے۔ تو خدا کا غضب حاصل کر کے جہنم میں جائے۔

شریعت کی پابندی کی عقلی دلیل

انسان جسم اور روح کے مرکب کا نام ہے۔ جسم زمین سے پیدا شدہ چیزوں سے بنتا ہے۔ مثلاً سبزی۔ ترکاری۔ اناج میوہ جات انسان کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے

بالآخر انسان کا بیج منی پیدا کرتا ہے۔ جو عورت اور مرد کے وجود میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر ان دونوں کی منی ملنے سے انسان کا وجود بنتا ہے۔ حمل کے چوتھے مہینہ کے پورا ہونے پر انسان کا وجود بن کر مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد روح آسمان سے لائی جاتی ہے۔ اور اس ڈھانچے میں ڈال دی جاتی ہے۔ تب بچہ ماں کے پیٹ میں ہلنے لگ جاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جسم یہاں کی چیزوں کی پیداوار ہے۔ اور روح عالم روحانیت سے آئی ہوئی ہے۔ جسم چاہتا ہے۔ کہ ہر وقت میری ضروریات کے پورا کرنے میں انسان مصروف رہے۔ روح چاہتی ہے۔ کہ میری ضروریات کے لئے بھی وقت کا معتدبہ حصہ نکالا جائے۔ اللہ تعالے چونکہ دونوں کا خالق اور دونوں ہی کی ضروریات کو پورا کرنے کا کفیل اور ذمہ دار ہے۔ اس لئے اس نے دونوں کے لئے ایک عملی پروگرام آسمان سے بنا کر نازل فرمایا ہے۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے۔ کہ دونوں کی ضروریات پوری کی جائیں۔ مثلاً صبح سویرے اٹھ کر انسان نے نماز فجر ادا کی۔ گویا کہ روحانیت کو غذا کھلا دی گئی۔ جب ناشتہ کا وقت آیا۔ جو جسم نے کہا۔ کہ میرے

کھانے کا وقت آگیا ہے۔ روحانیت نے کہا۔ بیشک کھالو۔ مجھے کوئی عذر نہیں۔ کام کرتے کرتے تھک گیا۔ تو ذرا آرام کیا۔ اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ روح نے کہا کھالو۔ زوال کے بعد جب رحمت الٰہی کے دروازے کھلے۔ تو روحانیت نے کہا۔ کہ اب میرے کھانے کا وقت آگیا ہے۔ جسم نے کہا۔ بیشک نماز پڑھ لو۔ مجھے کوئی عذر نہیں علیٰ ہذاالقیاس سارے دین کی روح یہی ہے۔ کہ دونوں چیزوں کی ضروریات کا لحاظ رکھا جائے۔

نظام تعلیم سابق

کا لحاظ نہ رکھنے والے دنیا کی عیش و عشرت کی زندگی میں مست رہیں گے۔ جب مریں گے۔ تو قانون الٰہی کے منشا کے خلاف جو لعنت ان پر دنیا کی زندگی میں پڑ رہی تھی۔ اس کا ظہور ہو جائے گا۔ یعنی ان کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی۔ بقول شخصے ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

امریکہ کا فیصلہ

۲۳ر جنوری ۱۹۵۵ء۔ نوجوان میں بداخلاقی کا ایک سبب

غیر مذہبی تعلیم ہوتا ہے۔

سنڈے کرانیکل بمبئی میں ایک امریکی واسکولارڈ کے قلم سے۔ مرکزی ادارہ تحقیقات امریکہ نے جو اعداد شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوا۔ کہ پچھلے چار سال میں آبادی کا اضافہ ۵ فیصدی ہوا ہے۔ لیکن ملک میں جرائم کا اضافہ ۲۰ فیصدی ہوا ہے۔ کہ پچھلے سال سے ۴ فیصدی زیادہ رہا۔ ۱۹۵۳ء میں مالی نقصان ۴۰ کروڑ رہا۔ کمسن مجرموں کی تعداد روز افزوں ہے مجرم کی اوسط عمر گھٹتے گھٹتے ۱۹ - ۱۸ بلکہ آخر ترین اعداد کے مطابق ۱۷ سال تک آگئی ہے۔ لڑکیوں اور نوجوانوں میں اس افراط جرم کے اسباب ادارے مذکور کے ڈائرکٹر کے حسب تشخیص حسب ذیل ہیں۔ مذہب کی کمی۔ بچوں کی نامناسب رہنمائی شہوانی لٹریچر کی گرم بازاری۔ جرم و فساد کو نظر انداز کرتے رہنے کا رحجان۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ

خدا پرست اور دُنیا پرست

کی زندگیاں اور ان کے نتائج

پہلی مثال

قولہ تعالیٰ :۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ ترجمہ . جو کوئی دنیا چاہتا ہے ۔ تو ہم اسے سردست دنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں ۔ دیتے ہیں ۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے ۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا ۔

نتیجہ

دنیا پرست کو دنیا میں وہی ملے گا ۔ جو پہلے ہی تقدیر الہیٰ میں مقدر ہے ۔ اور بالآخر دوزخ میں جائے گا

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ ترجمہ اور جو آخرت چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے مناسب کوشش کرتا ہے۔ اور وہ مومن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ خدا پرست کی کوشش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوگی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے۔ اسے پھر کس چیز کا کھٹکا رہ جائیگا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

دوسری مثال

قولہ تعالیٰ۔ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ ترجمہ پھر بعض تو یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے۔ اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ جو شخص فقط دنیا چاہتا ہے۔ آخرۃ میں وہ ہر قسم کی

نعمت سے محروم رہے گا۔

قولہ تعالیٰ۔ (وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۲۵ ترجمہ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرۃ میں بھی نیکی دے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

نتیجہ

یہ نکلیگا۔ کہ ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرۃ میں ان کی نیکیوں کا بدلہ ملے گا۔

تیسری مثال

قولہ تعالیٰ۔ (وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝) سورۃ التوبہ رکوع ۹ ترجمہ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان

کے لئے دائمی عذاب ہے۔

نتیجہ

دنیا پرستوں کے لئے دوزخ کے داخلہ کا اعلان۔ ہمیشہ اس میں رہنے اور خدا تعالےٰ کی لعنت کی اطلاع دے دی گئی ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝ (سورۃ التوبہ رکوع ۹) ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور عُمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا۔ اِن سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

نتیجہ

خدا پرستوں کے لئے مرنے کے بعد عمدہ مکانوں۔ ہمیشگی کے باغوں اور سب سے اعلیٰ چیز رضاء مَولیٰ کا وعدہ ہے آپ خود اندازہ لگائیں۔ خدا پرستی کے کیسے عمدہ اور ہمیشہ

رہنے والے نتائج ہوں گے۔

چوتھی مثال

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝

سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸ اور جن کا پلہ (اعمال کا) ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ نکلا - کہ دنیا پرستوں کے اعمال چونکہ محض دنیا حاصل کرنے کے لئے تھے - اس لئے بارگاہ الٰہی میں ان کی کوئی قیمت نہیں ہوگی - اور نہ ان کا وہاں کوئی وزن ہوگا - ان کے مونہوں کو دوزخ کی آگ جُھلس دے گی - وہ لوگ دوزخ میں بدشکل والے ہونگے - اپنی بدبختی کا خود اقرار کریں گے - اور اپنے گمراہ ہونے کا اقرار کریں گے - دوزخ سے نکلنے کی درخواست کریں گے - اور وہ رد کردی جائے گی - فاعتبروا یااولی الابصار

قولہ تعالیٰ - اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸ ترجمہ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا - جو کہتے تھے - اے ہمارے رب ہم ایمان لائے - تو ہمیں بخش دے - اور ہم پر رحم کر - اور تو بہت رحم کرنے والا ہے - سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی - یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بُھلا دی - اور تم ان سے

ہنسی ہی کرتے رہے ۔آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ۔ کہ وہی کامیاب ہوئے ۔

حاصل

یہ نکلا ۔ کہ خدا پرست لوگ دنیا میں خدا تعالیٰ پر ایمان لائے تھے ۔ اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگتے تھے ۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کے رحم کے طالب تھے اور دنیا پرستوں کی ہنسی اور مذاق پر صبر کرتے تھے ۔ قیامت کے دن وہی کامیاب ہوں گے

دنیا پرست کی بنیادی غلطی

دنیا پرست نے اپنی عاقبت ایک بنیادی غلطی کر کے خراب اور برباد کر لی ہے ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ قیامت کی آمد کا منکر ہے ۔ اس لئے نہ اس نے قیامت کی تکالیف کو تسلیم کیا ۔ اور نہ ان سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر کی ۔

قرآن مجید کی شہادت نمبر ۱

قولہ تعالیٰ :۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا (سورۃ النبأ رکوع ۱ تر جمہ بے شک وہ

حساب کی امید نہ رکھتے تھے - اور ہماری آیتوں کو بہت جھٹلایا کرتے تھے -

شہادت نمبر۲

قولہ تعالیٰ :- وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۱

اور ہم انہیں قیامت کے دن مونہوں کے بل اندھے گونگے بہرے کرکے اٹھائیں گے - اس کا ٹھکانا دوزخ ہے - جب بجھنے لگے گی - تو ان پر اور بھڑکا دیں گے - یہ ان کی سزا اس لئے ہے - کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا - اور کہا - کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو پھر نئے سرے سے بنا کر اٹھائے جائیں گے ؟

نتیجہ

اسی انکار کا یہ نتیجہ ہوگا - کہ مرنے کے بعد جو تکلیفیں پیش آنے والی ہیں - کسی سے بچنے کے لئے دنیا پرست نے کوئی تیاری نہیں کی - اور نہ ان مصیبتوں سے بچ

سکے گا۔

منکر نہیں بلکہ غافل

بفضلہ تعالےٰ مسلمان قیامت کا منکر تو نہیں ہے۔ البتہ مسلمانوں کی اکثریت کے حال و خط دیکھے جائیں۔ تو قیامت کے خوف سے ان کے دل خالی اور اعمال کے لحاظ سے قیامت کی آمد سے بالکل نڈر اور اس کی مصیبتوں سے بچنے کی جدو جہد اور سعی و کوشش سے بالکل غافل ضرور نظر آتے ہیں۔ انہیں غافلوں کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ٥ سورۃ یونس رکوع ۹ ترجمہ۔ اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

یعنی ان لوگوں کو اس چیز کا خیال ہی نہیں۔ کہ قیامت بھی آنے والی ہے۔ اور قیامت کے دن کا ان کے دل میں کوئی ڈر نہیں ہے۔ نہ اس دن کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے کوئی اہتمام ہی کر رہے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگالیں کہ قیامت کے دن ان کی کیا حالت ہوگی۔ اللھم اعذنا منہ وجمیع المسلمین۔

اصلی دنیا پرست

قولہ تعالیٰ :- زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ) سورۃ آل عمران رکوع ۲ ترجمہ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ جن لوگوں نے رضا مولیٰ کو نظر انداز کیا۔ اور انہیں چیزوں کے حاصل کرنے کو مقصد حیات بنایا۔ اور دنیا کی زندگی انہیں اسباب عیش و عشرت میں ختم کردی۔ وہ اصلی اور کھرے دنیا پرست ہیں۔ مرنے کے بعد ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنیگی۔ اور آگے چل کر ابدالاباد کے لئے جہنم میں جائیں گے۔

استثناء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ترجمہ عملوں کا مدار نیتوں پر ہے۔ اگر ایک شخص انہیں اسباب دنیا کو محض اللہ تعالٰے کی رضا حاصل کرنے کیلئے

رکھتا ہے۔ تو وہ بجائے گناہ کے ثواب ہو جائیں گے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا تَرَكْتُ بَعْدِی فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں) ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو۔ تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے۔ کہ اگر اس کی طرف دیکھے۔ تو خوش ہو۔ حکم دے۔ تو فرمانبردار پائے۔ کہیں غائب ہو۔ تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے۔

نقلی دنیا پرست

نقلی دنیا پرست وہ ہیں۔ جن کے دل میں اللہ تعالےٰ کی الوہیت کا یقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان۔ اسلام کی صداقت کا دل میں جذبہ وغیرہ وغیرہ اعتقادات صحیحہ موجود ہیں۔ مگر ان کی عملی زندگی ہُوبہو اصلی اور کھرے دنیا پرستوں کی سی ہے۔ دونوں کی عملی زندگی میں کوئی نمایاں امتیاز نہیں ہے۔ مثلاً نہ نماز پڑھتے ہیں۔ نہ رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں۔ اور نہ زکوٰۃ باوجود فرض ہونے کے

ادا کرتے ہیں۔ اور نہ حج باوجود فرض ہونے کے ادا کرتے ہیں نہ زنا سے پرہیز ہے۔ نہ شراب سے پرہیز ہے۔ نہ کسی مسلمان کا مال کھانے سے پرہیز ہے۔ نہ کسی مظلوم کی آہ سے ڈرتے ہیں۔ یہ لوگ اعتقادات صحیحہ کے باعث ظاہر و باطن کے لحاظ سے دنیا پرستوں کی فہرست میں داخل نہیں ہیں۔ اس مد میں صرف تین قسم کے آدمی آتے ہیں۔ مشرک۔ کافر۔ نفاق اعتقادی کے منافق۔ اور یہ نمبر دوم والے مومن فاسق کہلاتے ہیں۔ پہلی قسم والوں کے لئے ابدی جہنم ہے۔ جس سے کبھی نہیں نکلینگے دوسری قسم والوں کو اللہ تعالےٰ معاف فرماوے۔ تو قادر ہے اور اگر انصاف کے لحاظ سے دوزخ میں ڈال دے۔ تو بالآخر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دئے جائیں گے۔

ان کا ذکر حدیث شریف میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.......... حَتّٰی اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ عَنِ الْقَضَاءِ بَیْنَ عِبَادِهٖ وَاَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَهٗ مِمَّنْ کَانَ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ اَنْ یُّخْرِجُوْا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَیُخْرِجُوْنَهُمْ وَیَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی النَّارِ اَنْ تَاْکُلَ

اَثَرَ السُّجُوْدِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ) الحدیث

ترجمہ :- ابی ہریرہ سے روایت ہے ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ .... یہاں تک کہ جب اللہ (تعالےٰ) اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا ۔ اور ارادہ کریگا کہ انہیں دوزخ سے نکالے ۔ جنہیں نکالنا چاہتا ہے ۔ وہ لوگ جو اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے تھے ۔ فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو شخص اللہ (تعالےٰ) کی عبادت کرتا تھا ۔ اسے نکال لائیں پھر انہیں نکال لائیں گے ۔ اور انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچانینگے ۔ اور اللہ (تعالےٰ) نے آگ پر حرام کر دیا ہے ۔ کہ سجدہ کے نشان کو کھائے ۔ پھر سجدہ کے نشان کے سوا انسان کے سارے وجود کو کھا جائے گی ۔ پھر دوزخ سے نکالیں گے ایسے حال میں کہ وہ جل چکے ہوں گے ۔ پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا ۔

حاصل

یہ نکلا ۔ کہ جن کے اعتقادات درست تھے ۔ مگر اعمال میں نقص تھا ۔ ان کو بھی دوزخ سے نکال کر بہشت میں لا داخل کیا جائیگا فاعتبروا یا اولی الابصار

خطبہ یوم الجمعہ

قیامت کا آنا شرعاً اور عقلاً ضروری ہے

اور اُس دن کے سوالات

ثبوت شرعی ۱

قولہ تعالیٰ:- (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ - اور کہتے ہیں - کہ جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے پھر نئے بن کر اُٹھیں گے - کہدو - تم پتھر یا لوہا ہو جاؤ - یا کوئی اور چیز جسے تم اپنے دلوں میں مشکل سمجھتے ہو - پھر وہ کہیں گے ہمیں دوبارہ کون لوٹائے گا - کہدو - وہی جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے - پھر تمہارے سامنے سروں کو ہلا کر کہیں گے - کہ وہ کب ہوگا - کہدو شاید وہ وقت بھی قریب آگیا ہو -

(۲)

قولہ تعالیٰ (سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - سو تم یہ خیال کرتے ہو - کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا

کیا ہے ۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے ۔ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے ۔ جو حقیقی بادشاہ ہے ۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ۔ عرش عظیم کا مالک ہے ۔

"حضرت شاہ عبدالقادر رح کا حاشیہ"

یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا ۔ اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا ۔ تو یہ سب کھیل تھا ۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ

(۳)

قولہ تعالےٰ (سورہ یٰسین رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ ۔ اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا ۔ اور اپنا پیدا ہونا بھول گیا ۔ کہنے لگا ۔ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے ۔ کہدو انہیں وہی زندہ کرے گا ۔ جس نے انہیں پہلی بار زندہ کیا تھا اور وہ سب کچھ بنانا جانتا ہے ۔

(۴)

قولہ تعالےٰ (سورہ القیٰمۃ رکوع ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ ۔ کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے ۔ کہ وہ یُونہی چھوڑ دیا جائیگا کیا وہ ٹپکتی منی کی ایک بوند نہ تھا ۔ پھر وہ لوتھڑا بنا ۔ پھر اللہ نے اسے بنا کر ٹھیک کیا ۔ پھر اس سے مرد و عورت کا جوڑا بنایا ۔ پھر کیا وہ اللہ مردے زندہ کر دینے پر قادر نہیں ہے

(۵) المشکوٰۃ المصابیح باب الحشر ص۴۸۳ متفق علیہ

ابن عباس رض سے روایت ہے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا بے شک تم میدانِ محشر میں ننگے پاؤں ننگے بدن بن ختنہ کٹے ہوئے لائے جاؤ گے - پھر آپ نے یہ آیت پڑھی - تو جیسے ہم نے پہلی مرتبہ انسان کو پیدا کیا تھا - اُسی حالت میں دوبارہ اُسے لوٹائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے - بیشک اسے ہم پورا کرنے والے ہیں - اور سب سے پہلے جسے لباس پہنایا جائے گا - ابراہیم (علیہ السلام) ہوں گے - اور تحقیق کئی آدمی میرے ساتھیوں میں سے انہیں بائیں طرف لے جایا جائے گا - پھر میں کہوں گا - یہ تو میرے ساتھی ہیں - پھر اللہ (تعالےٰ) فرمائے گا - بیشک وہ ہمیشہ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے رہے - جب سے تو ان سے جدا ہؤا تھا پھر میں کہوں گا - جس طرح کہ نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا - میں ان پر گواہ تھا - جب تک میں اُن میں تھا (آپ نے) العزیز الحکیم تک قرآن مجید کی آیتیں پڑھیں - متفق علیہ

(۶) مشکوٰۃ ص۴۸۳ باب الحشر رواہ البخاری

ابی ہریرہ رض سے روایت ہے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - فرمایا - ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملیں گے - اور آزر کے

موہنہ پر سیاہی اور غبار چھایا ہوا ہوگا - ابراہیم (علیہ السلام) اس سے فرمائیں گے - کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا - کہ میری نافرمانی نہ کر - پھر اس سے اس کا باپ کہے گا - آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا - پھر ابراہیم (علیہ السلام) کہیں گے - اے میرے رب بیشک تونے مجھ سے وعدہ کیا تھا - کہ تو مجھے اس دن خوار نہیں کرے گا - جس دن یہ اٹھائے جائیں گے - پھر میرے باپ تیری رحمت سے دور ہونے والے سے بڑھ کر کیا خواری ہوسکتی ہے - پھر اللہ تعالے فرمائے گا - بیشک میں نے کافروں پر جنت کو حرام کیا ہوا ہے - پھر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہا جائے گا - تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے - پھر دیکھیں گے - ناگہاں وہ بجّو (گوربٹ) ہوگا - اپنے خون میں لت پت ہوگا - پھر اس کی چاروں ٹانگوں سے پکڑا جائے گا - پھر اُسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا -

(۷) (متفق علیہ)

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن ایک شخص (دنیا میں جو) بڑا آدمی (کہلاتا تھا) اور موٹا آئے گا - اللہ کے ہاں مچھر کے پر جتنی بھی اس کی عزت نہیں ہوگی - اور فرمایا (قرآن مجید کی یہ آیت اِقْرَأْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا - پڑھ کر دیکھ لو - ہمارے ہاں ان کا کوئی وزن نہیں ہوگا -

حوالہ جات کا حاصل

اے قیامت کا انکار کرنے والو! تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ۔ پھر بھی تمہیں جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔ تم کیا خیال کرتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے۔ ارب ہا اور کھرب ہا انسانوں کے پیدا کرنے میں اس کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اب یہ کہتے ہو۔ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ کیا تمہیں اس نے پہلے (مٹی سے) نہیں پیدا کیا تھا۔ جس خدا نے منی سے مرد اور عورت کا جوڑا بنا دیا تھا کیا وہ دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔

قیامت کے دن سب ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ اٹھائے جائیں گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ انہیں دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا۔ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی شفاعت فرمائیں گے۔ ان کی شفاعت قبول نہیں کی جائیگی۔ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مچھر کے پر جتنی بھی اس

کی عزت نہیں ہوگی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

قیامت کی آمد کی عقلی دلیل

گزشتہ سطور میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ بلکہ یہ بھی ایک خاص ذمہ داری لے کر دنیا میں آیا ہے۔ اس ذمہ داری کا اعلان سورہ ذاریٰت کے رکوع ۳ پارہ ۲۷ میں ہوا ہے۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا۔ اور نہ یہ کہ وہ مجھے کھلائیں۔

دوسرا اعلان سورہ الملک کے رکوع ۱ پارہ ۲۹ میں ہے (اللہ) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ انسانوں میں سے کس کے کام زیادہ خوبصورت ہیں۔ خوبصورتی کا مطلب یہ ہے۔ کہ کہ کس شخص نے دنیا کی زندگی میں محض اللہ تعالےٰ کو راضی

کرنے کے لئے دوسروں سے زیادہ کام کئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی انسان کے بھی اچھے یا بُرے کام ختم ہی نہیں ہو سکتے جب تک یہ دنیا کا جہان ختم نہ ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے"۔ کہ جس شخص نے کوئی اچھا راستہ بنایا۔ اس شخص کو اس اچھے راستہ کے بنانے کا ثواب ملیگا۔ اور جتنے لوگ اس راستہ پر چلیں گے۔ اِن کے عمل کرنے کا ثواب بھی اسے ملیگا۔ اور ان لوگوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جو شخص کوئی بُرا راستہ بنائے گا۔ اُس بُرے راستہ کے بنانے کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا۔ تو جتنے لوگ اس بُرے راستہ پر چلیں گے تو سب کا گناہ اس کے سر بھی تھوپا جائے گا۔ اور ان کے گناہوں کی سزا میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ جب تک اس دنیا کا خاتمہ نہ ہو۔ اس وقت تک نہ نیکوں کی نیکیاں ختم ہوسکتی ہیں۔ اور نہ بُروں کی برائیاں ہی ختم ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ اس جہان میں خیر و شر کہیے۔ یا نیک وبد۔ دونوں لائنیں ریل کی پٹڑی کی طرح برابر چلی آرہی ہیں۔ اور چلی جا رہی ہیں۔ اور یہ دونوں لائنیں اس وقت

تک ختم نہیں ہو سکتیں۔ جب تک جہاں کو ختم نہ کر دیا جائے ختم ہونے کے بعد ہی حساب بے باق ہو سکتا ہے۔ کہ ہر شخص نے دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کس لائن کی حمایت کی۔ اور پھر خیر والوں نے خیر کی حمایت میں کتنی محنت کی اور کتنی تکلیف اُٹھائی۔ اور شر والوں نے شر کی لائن کی کتنی تائید کی۔ کتنا روپیہ صرف کیا۔ یا کتنا وقت صرف کیا وغیرہ وغیرہ۔ مثلاً جب تک دہلی میں شاہجہان رحمۃ اللہ علیہ کی بنائی ہوئی جامع مسجد ہے۔ اور قیامت تک جتنے مسلمان اس میں نمازیں پڑھیں گے۔ اور ذکر الٰہی کریں گے۔ اس وقت تک شاہ جہان رحمۃ اللہ علیہ کی اس نیکی کا ثواب ختم نہیں ہو سکتا۔ جو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بناء کی ہوئی ہے۔ ہر نمازی اور ہر ذاکر کا ثواب جو اس مسجد میں بیٹھ کر کرے گا۔ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچتا رہے گا۔ اور جس شخص نے سینما ایجاد کیا ہے۔ جب تک یہ رہے گا۔ جتنا روپیہ لوگ اس میں برباد کریں گے۔ جتنا وقت ضائع کریں گے۔ جتنے لوگوں کے اخلاق خراب ہوں گے۔ سب کا گناہ اس موجد کو بھی ہوتا رہے گا۔

قیامت کے دن کا سوال

قولہ تعالیٰ (سورہ اعراف رکوع ۱)

ترجمہ۔ پھر ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں گے۔ جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے۔ اور ان پیغمبروں سے بھی ضرور پوچھیں گے۔

مزید تفصیل

انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے یہ سوال ہوگا۔ کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔ سورۃ القصص رکوع ۷ پارہ ۲۰ اور انبیاء علیہم السلام سے بھی سوال ہوگا۔ جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا۔ پھر کہے گا۔ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا۔ سورۃ المائدہ رکوع ۱۵ پارہ ۷

خاص دوزخیوں سے ایک سوال

قولہ تعالیٰ۔ (سورہ مومنون۔ رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہونگے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل

والے ہوں گے - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے. کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے -

دوسرا سوال

قولہ تعالےٰ - (سورہ ملک رکوع ۱)

ترجمہ - جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا - تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے - کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا - وہ کہیں گے - ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا - پر ہم نے جھٹلا دیا - اور کہہ دیا - اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا - تم خود ہی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو -

سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید

(رواہ الترمذی) ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - آدم کے بیٹے کے دو قدم قیامت کے دن نہیں ہٹیں گے - یہاں تک کہ پانچ چیزوں کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا - اس نے عمر کہاں صرف کی تھی - اس نے جوانی کہاں ضائع کی

تھی - اس کے مال کے متعلق - کہاں سے حاصل کرتے تھے -
اور اسے کہاں خرچ کرتے تھے - اور جو علم تمہیں حاصل ہوا
تھا - اس کے متعلق کیا عمل تھا - مشکوٰۃ صـ۴۳۲

پانچ سوالوں کے صحیح جواب

مجھے ساری عمر میں تیری رضا مطلوب - مقصود اور محبوب
تھی - اے اللہ بچپن اور بڑھاپے میں اتنی عبادت نہیں ہو
سکتی تھی - جتنی میں نے جوانی میں کی تھی - مال ایسے ذریعے
سے حاصل کرتا تھا - جس میں تیری رضا ہو - اور خرچ بھی
وہاں کرتا تھا - جہاں تیری رضا ہو - اور جو علم تیری طرف
سے حاصل ہوا تھا - اس پر اپنی توفیق کے مطابق عمل
کرتا رہا -

کامیاب ہونے والوں کے دو اعلان

قولہ تعالےٰ (سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹) ترجمہ - پس جسکو
اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملیگا - وہ کہے گا - آؤ میرا اعمالنامہ پڑھو مجھے یقین تھا - کہ میرا حساب ہوگا

حاصل

یہ ہے - کہ مجھے یقین تھا - کہ مجھے قیامت کے دن اعمالنامہ
دیا جائے گا - اس لئے میں نے دنیا میں ہی نیک کام

گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ قیامت کے دن وہ لوگ کامیاب ہوں گے۔ جو دنیا میں آخرۃ کے حساب و کتاب کو مدّنظر رکھ کر زندگی بسر کرتے تھے۔

دوسرا

قولہ تعالےٰ (سورۃ الاعراف) رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور وہ (بہشتی) کہیں گے۔ کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری راہنمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی۔ کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث ہوگئے ہو

وما علینا الا البلاغ۔ وآخر دعونا ان الحمد للہِ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعۃ

خیر الامت کے اوصاف و وظائف

خیر الامت کے اوصاف

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آپ کی امت خیر امت ہے۔ یعنی تمام اُمتوں میں سے بہترین امت ہے۔ جس طرح نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ آپ کی اُمت بھی تمام امتوں اور تمام اقوام پر قرب الٰہی میں گوئے سبقت لے جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہیں۔ کیونکہ آپ کے متصل پہلی صف میں وہ حضرات کھڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان حضرات کی چند صفات بیان فرمائی ہیں۔ ہم لوگ چونکہ انہیں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے متبع

اور صحابہ کرام کی جماعت کے عملی طور پر نقش قدم پر چلنے والے ہیں - یعنی وہ ہمارے اسلاف اور ہم ان کے اخلاف ہیں آج کی معروضات میں ان حضرات کی چند صفات حمیدہ دکھانا چاہتا ہوں - تاکہ ہر سنّی اس آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھ لے - اور خود فیصلہ کرے - کہ میں اصلی سُنی ہوں یا نقلی - کھرا سنی ہوں یا کھوٹا سچا سنی ہوں - یا جھوٹا -

قولہ تعالےٰ - اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ سورہ البقرۃ رکوع ۴۰ پارہ ۳

ترجمہ - رسول نے مان لیا - جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے - اور مسلمانوں نے بھی مان لیا - سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے - کہتے ہیں - ہم نے سنا - اور مان لیا - اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں - اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے -

---

خیر امتہ کی دس صفات کا ذکر

برادران اسلام۔ اللہ جل شانہ نے اس آیت میں صحابہ کرام کی دس صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ قرآن مجید پر ایمان لانا۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا۔ اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔ اس کی سب آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔ اس کے سب رسولوں پر ایمان لانا۔ انبیاء علیہم السلام پر تفریق نہ کرنا۔ جس طرح کہ یہود و نصاریٰ کرتے تھے۔ کہ کسی کو مانا اور کسی کو نہ مانا۔ اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کو سننا اور مان لینا۔ اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگنا۔ یہ مان لینا کہ ہم مرکر پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔

خوش نصیبی

برادران اسلام۔ صحابہ کرام کی کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اللہ جل شانہ ان کے کامل ایمان کا خود اعلان فرما رہے ہیں

قولہ تعالیٰ:۔ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ الآیہ سورۃ آل عمران رکوع نمبر۲ پارہ ۳

ترجمہ۔ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں۔ تو ان سے کہدے

کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے - اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں - اور ان لوگوں سے کہدے جنہیں کتاب دی گئی ہے - اور ان پڑھوں سے آیا تم بھی تابع ہوتے ہو - پھر اگر وہ تابع ہو گئے تو انہوں نے بھی سیدھی راہ پالی -

خیر الامتہ کی گیارہویں صفت کا ذکر

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں " اسلام نام ہے تسلیم و انقیاد کا - یعنی بندہ ہمہ تن اپنے کو خدا کے ہاتھ میں دے دے - سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین انصار کو دیکھ لو - کس طرح انہوں نے شرک - بت پرستی - بداخلاقی - فسق و فجور اور ظلم و عدوان کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان مال - وطن - کنبہ - بیوی - بچے - غرض تمام مرغوب و محبوب چیزیں حق تعالیٰ کی خوشنودی پر نثار کر دیں - اور کس طرح ان کا چہرہ اور آنکھیں ہر وقت حکم الٰہی کی طرف لگی رہتی ہیں - کہ ادھر حکم آئے - اور ہم تعمیل کریں - اس کے بالمقابل تم اپنا حال دیکھو - کہ خود اپنی خلوتوں میں اقرار کرتے ہو

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق پہ ہیں۔ مگر ان پر ایمان لائیں۔ تو دنیا کا مال و جاہ چھنتا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام نے اپنی۔ جان۔ مال۔ وطن۔ کنبہ بیوی بچے۔ غرض تمام مرغوب و محبوب چیزیں حق تعالیٰ کی خوشنودی پر نثار کردی تھیں۔

خوش نصیبی

صحابہؓ کرام کی کتنی بڑی خوش نصیبی ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے اسلام کی شہادت دے رہے ہیں۔ کہ جس طرح میں اللہ تعالےٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہوں۔ میرے صحابہ کرام بھی اسی قسم کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔

قولہ تعالیٰ :۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الآیہ سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور بُرے کاموں

سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

خیر امت کی بارہویں اور تیرھویں صفت کا ذکر

اس آیت میں صحابہ کرام کی دو صفتوں کا ذکر کیا گیا ہے نیکی کا حکم کرنا۔ برائی سے روکنا۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا۔ اس صفت کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اس لئے اسے شمار نہیں کیا گیا۔

نیکی اور بدی کے معنی

ہر وہ کام جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہو۔ وہ نیکی ہے۔ اور جس کام سے وہ ناراض ہو۔ وہ بدی ہے۔ اس فیصلہ کی بنا پر ایک کام بظاہر نیکی ہے۔ مگر وہ حقیقت میں اس لئے بدی بن جاتا ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہے۔ مثلاً ایک شخص اس نیت سے نماز پڑھتا ہے۔ کہ فلاں آدمی مجھے نمازی سمجھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ دے دے۔ اس نماز کا اسے ثواب نہیں ہوگا۔ بلکہ گناہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے غیر اللہ کے دکھلاوے کے لئے پڑھی ہے۔ اور بعض اوقات ایک کام بظاہر بدی ہوگا۔ مگر چونکہ اس میں رضا مولیٰ مطلوب ہے۔ اس لئے وہ نیکی ہو جائے گا۔ مثلاً ایک ڈاکٹر کسی مسکین مسلمان

کا بلا فیس محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے اپریشن کرتا ہے اگرچہ مسلمان کو چیرنا پھاڑنا سخت گناہ ہے۔ مگر چونکہ اس کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔ اس لئے وہ اپریشن عبادت میں شمار ہوگا۔

نیکی کی رغبت دلانا اور برائی سے روکنا ہر مرد و زن کا فرض ہے

مذکورۃ الصدر آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کی یہ خوبی بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ اور بدی سے روکتے ہیں۔ صحابہ کرام کی فہرست میں صحابیات بھی آتی ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ حسب توفیق اشاعت دین میں وہ بھی حصہ دار ہیں۔

دربار نبوی سے تائید

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الامام راع وھو مسئول فالرجل راع علی اھلہ وھو مسئول والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وھی مسئولۃ الا کلکم راع و کلکم مسئولٌ علی رعیۃ

ترجمہ۔ حاکم اپنی رعایا کا چرواہا ہے۔ اور اس سے رعایا

کے دین کے متعلق) پوچھا جائے گا۔(کہ انہیں کس حد تک دین سکھایا تھا) اور مرد اپنے بال بچوں کا چرواہا ہے۔ اس سے (بال بچوں کے متعلق) پوچھا جائے گا۔ (کہ انہیں کس حد تک دین سکھایا تھا) اور عورت اپنے خاوند کے گھر والوں پر چرواہی ہے۔ (اس سے اس کے ماتحت بال بچوں اور نوکروں کے متعلق) پوچھا جائے گا۔ (کہ دینداری میں ان میں کس حد تک نگرانی کی تھی) خبردار تم سب چرواہے ہو۔ اور ہر ایک سے اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ہر مرد و زن مسلمان کے ذمہ تبلیغ و اشاعت دین فرض ہے۔

خیر اُمت کی چودھویں اور پندرھویں صفت

قولہ تعالیٰ:۔ لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ سورۃ التوبۃ۔ رکوع ۱۱ پارہ نمبر ۱۰

ترجمہ۔ لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان والے ہیں۔ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ اور

انہیں لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ صحابہؓ کرام اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے ہر وقت مال اور جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

خوش نصیبی

صحابہؓ کرام کی کتنی بڑی خوش نصیبی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مالی اور جانی قربانی کی خود شہادت دے رہے ہیں
صحابہ کرام کی ان قربانیوں کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آئندہ کی بہت بھلائیاں دنیا کی ہوں۔ یا آخرت کی۔ سب کے دروازے ان لوگوں کے لئے کھول دئے گئے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے عتاب اور عذاب سے انہیں آزاد کر دیا گیا ہے۔

خیر امت کی سولہویں صفت

اللہ تعالےٰ کی راہ میں جان دینے کا اشتیاق شدید
قولہ تعالیٰ۔ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ

حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ؕ سورہ توبہ رکوع ۱۲

ترجمہ۔ اور ان لوگوں میں کوئی گناہ نہیں۔ کہ جب وہ تیرے پاس آئیں۔ کہ تو انہیں سواری دے تو نے کہا۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ کہ تمہیں اس پر سوار کردوں۔ تو وہ لوٹ گئے۔ اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں پر عشق الٰہی کا وہ نشہ پیدا کیا تھا۔ جس کی مثال کسی قوم و ملت کی تاریخ میں موجود نہیں۔ مستطیع اور مقدور والے صحابہ کو دیکھو۔ تو جان و مال سب کچھ خدا کے راستہ میں لٹانے کو تیار ہیں۔ اور سخت سے سخت قربانی کے وقت بڑے ولولہ اور اشتیاق سے آگے بڑھتے ہیں۔ جن کو مقدور نہیں وہ اس غم میں رو رو کر جان کھوئے لیتے ہیں۔ کہ ہم میں اتنی استطاعت کیوں نہ ہوئی۔ کہ اس محبوب حقیقی کی راہ میں قربان ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش نہیں کر سکتے۔

حدیث صحیح میں آپ نے مجاہدین کو خطاب کرکے فرمایا - کہ تم مدینہ میں ایک ایسی قوم کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو - جو ہر قدم پر تمہارے اجر میں شریک ہے - تم جو قدم خدا کے راستے میں اُٹھاتے ہو - یا کوئی جنگل قطع کرتے ہو - یا کسی پگ ڈنڈی پر چلتے ہو - وہ قوم برابر ہر موقع پر تمہارے ساتھ ساتھ ہے - یہ وہ لوگ ہیں - جنہیں واقعی مجبوریوں نے تمہارے ہمراہ چلنے سے روکا - حسنؒ کے "مرسل" میں ہے - کہ یہ مضمون بیان فرما کر آپ نے یہ ہی آیت ..... تلاوت فرمائی

خیرِ امت کی سترھویں صفت

باطل کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر آنا

قولہ تعالیٰ - اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

سورہ آل عمران - رکوع نمبر ۱۸ - پارہ نمبر ۴

ترجمہ - جنہیں لوگوں نے کہا - کہ مکہ والوں نے تمہارے مقابلہ کے لیئے سامان جمع کیا ہے - تم ان سے ڈرو - تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا - اور کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ابو سفیان جب احد سے مکہ کو واپس گیا۔ تو راستہ میں خیال آیا۔ کہ ہم نے بڑی غلطی کی۔ ہزیمت یافتہ اور زخم خوردہ مسلمانوں کو یوں ہی چھوڑ کر چلے آئے۔ مشورے ہونے لگے۔ کہ پھر مدینہ واپس چل کر ان کا قصہ تمام کر دیں۔ آپ کو خبر ہوئی تو اعلان فرمایا۔ کہ جو لوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے۔ آج دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے تیار ہو جائیں مسلمان مجاہدین باوجودیکہ تازہ زخم کھائے ہوئے تھے۔ اللہ اور رسول کی پکار پر نکل پڑے۔ آپ ان مجاہدین کی جمعیت لے کر مقام حمراء الاسد تک (جو مدینہ سے آٹھ میل ہے) پہنچے۔ ابو سفیان کے دل میں یہ سن کر کہ مسلمان اس کے تعاقب میں آرہے ہیں۔ سخت رعب و دہشت طاری ہوگئی۔ دوبارہ حملہ کا ارادہ فسخ کر کے مکہ کی طرف بھاگا۔ عبدالقیس کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ آرہا تھا۔ ابوسفیان نے ان لوگوں کو کچھ دے کر آمادہ کیا۔ کہ وہ مدینہ پہنچ کر ایسی خبریں شائع کریں۔ جن کو سن کر مسلمان ہماری طرف سے مرعوب ہو

خوف زدہ ہو جائیں۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر کہنا شروع کیا۔ کہ مکہ والوں نے بڑا بھاری لشکر اور سامان مسلمانوں کے استیصال کی غرض سے تیار کیا ہے۔ یہ سُن کر مسلمانوں کے دلوں میں خوف کی جگہ جوشِ ایمان بڑھ گیا۔ اور کفار کی جمعیت کا حال سن کر کہنے لگے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ساری دنیا کے مقابلہ میں اکیلا خدا ہم کو کافی ہے۔

اصلی اور نقلی

برادران اسلام آپ کو معلوم ہے۔ کہ اصلی چیز کی جو قیمت ہوتی ہے۔ وہ نقلی کی نہیں ہوتی۔ اصل میں جو خوبیاں اور اثرات ہوتے ہیں۔ وہ نقلی میں ہرگز نہیں ہوتے۔ مثلاً جو قدرتی بینگن میں تاثیر ہے۔ وہ مٹی کے مصنوعی بینگنوں میں نہیں ہو سکتی۔ علیٰ ہذا القیاس اصلی اہل سنت والجماعۃ صحابہؓ کرام ہی ہیں۔ مذکورہ سترہ صفتیں انہیں حضرات کی قرآن مجید سے بیان کی گئی ہیں۔ ان کے بعد جس شخص یا جس جماعت میں وہ صفات پائی جائیں گی۔ وہ اصلی اہل سنت والجماعۃ ہوں گے۔ اور جو ان اوصاف سے خالی ہوں گے۔ وہ نقلی کہلائیں گے۔ میرے خیال میں مسلمانوں کی اکثریت میں یہ اصول نہیں پائے جاتے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہم

ہر لحاظ سے روبہ تنزل ہیں۔

دعا

بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہمیں صحیح معنوں میں اہل سنت والجماعۃ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور بارگاہ الٰہی میں جو انہیں اعزاز حاصل ہونے والا ہے ہمیں بھی اس کا مستحق بنائے۔ آمین ثم آمین۔ یا الٰہ العالمین

خطبہ یوم الجمعہ

انسان کا اصلی اور ہمیشہ رہنے والا کمال

قولہ تعالیٰ:۔ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ٥) سورۃ الحجرات رکوع ۲

ترجمہ۔ اے لوگو۔ ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں۔ تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ

عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

جامع صفات

اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سے انسان ایک جامع صفات چیز ہے۔ مخلوق الہٰی کی موٹی موٹی چار قسمیں ہیں۔ جمادات نباتات۔ حیوانات۔ انسان۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو انسان ایک جامع صفات مخلوق ہے۔ اپنے ماتحت کی تینوں جنسوں پر حاوی ہے۔ جمادات میں طول۔ عرض اور عمق ہوتا ہے۔ انسان میں تین چیزیں موجود ہیں۔ نباتات میں نشوونما ہوتا ہے۔ تو انسان میں بھی نشوونما پایا جاتا ہے۔ کبھی بچہ۔ کبھی جوان۔ کبھی بوڑھا۔ حیوان متحرک بالارادہ ہے۔ یعنی اپنے ارادہ سے جہاں چاہے۔ چلا جائے۔ انسان بھی حیوان کی طرح چاہے۔ تو کھڑا ہو جائے چاہے تو بیٹھ جائے۔ چاہے۔ تو لیٹ جائے۔ وغیرہ وغیرہ اس کے بعد دیکھا جائے۔ تو انسان اپنی مخصوص صفات سے بھی متصف ہے۔ مثلاً ملکہ اجتہاد محض انسان ہی میں پایا جاتا ہے۔ ایک چیز سے دوسری چیز نکالنا۔ مثلاً

تلوں سے تیل - پھلوں سے رس وغیرہ - دو کو ملا کر تیسری
چیز بنا لینا - مثلاً قند سفید اور گلاب کے پھول ملا کر اس
کا نام گلقند رکھ دینا - اور تین کو ملا کر چوتھی چیز بنا لینا -
مثلاً آٹا - گڑ اور پانی ملا کر میٹھی روٹی پکا لینا - علیٰ ہذا القیاس
اپنی قوت اجتہاد سے بعض اوقات بیس بیس چالیس چالیس
چیزوں کو ملا کر ایک معجون بنا کر رکھ دیتا ہے - یہ اجتہادی
استعداد سوائے انسان کے اور کسی مخلوق میں پائی نہیں
جاتی - اور بعض آدمی عقل خداداد کی برکت سے ایک ہی
چیز کے اندر کئی کئی فوائد معلوم کر لیتے ہیں - جو اس چیز
کے خالق (اللہ جل شانہ) نے اس کے اندر رکھے ہیں -
آج کل ایجادات، جدیدہ کا موجب یہی ملکہ اجتہاد ہے - جو
خداداد ہے - اور جن کی تقدیر میں اللہ تعالےٰ نے یہ
ملکہ رکھا ہے - وہی مادی چیزوں میں غور و فکر کر کے ایجادات
کرتے رہتے ہیں -

کسی کسی کو

یہ اجتہادی ملکہ اگرچہ انسان ہی کو نصیب ہوتا ہے - لیکن
ہر انسان کو نہیں ملتا - کسی کسی کو اللہ تعالےٰ عطا فرماتا
ہے - جسے اللہ تعالیٰ دیتا ہے - اسی کا دماغ چیزوں کے

ایجاد کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی مضمون پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو (اِعْمَلُوْا کُلٌّ مُّیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ)؟ ترجمہ:۔ کام کئے جاؤ۔ ہر شخص کو وہ کام آسان کر دیا جاتا ہے۔ جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ ہر شخص ہر کام کے کرنے کا اہل نہیں ہے۔

ایمان شرط نہیں ہے

مادی اشیاء میں غور و فکر کر کے ایک نئی چیز کا ایجاد کرلینا۔ یہ ملکہ یہ قوت اور استعداد بھی خداداد ہی ہوتی ہے۔ البتہ اس ملکہ کے عطا ہونے کے لئے ایمان شرط نہیں ہے۔ اس قسم کی ایجادیں کرنا اللہ تعالےٰ کا باغی ایک مشرک۔ ایک کافر۔ بلکہ خدا کی خدائی کا منکر بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ میں جو چیزیں نئی ایجاد ہو رہی ہیں۔ وہ اسی قاعدہ کے ماتحت حل کی جا سکتی ہیں۔

حیوان اور انسان میں فرق

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے۔ کہ ہر حیوان کو اس کی

زندگی کا پروگرام براہ راست اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ اسے کسی استاد سے یا کسی سکول اور کالج میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مثلاً مرغی کا بچہ انڈے سے نکلنے کے بعد اگر وہ مادہ ہے۔ تو جوان ہو کر انڈے دیگی عورتیں جب مرغی کو انڈوں پر بٹھاتی ہیں۔ تو پورے اکیس دن اور اکیس راتیں مرغی انڈوں پر بیٹھتی ہے۔ ممکن ہے۔ کہ عورت کو تاریخوں میں شبہ ہو جائے۔ مگر مرغی کو پوری تاریخیں یاد رہتی ہیں۔ اکیس دن کے بعد اگر بالفرض انڈوں سے بچے نہ نکلیں۔ تو انہیں چھوڑ کر باہر نکل آتی ہے اس کے بعد جب مرغی بچوں کو دانہ چگاتی ہے۔ اور اوپر سے چیل آجائے۔ تو فوراً بچوں کو بلا کر پروں کے نیچے لے لیتی ہے۔ پہلی مرتبہ ہی تو اس نے انڈوں سے بچے نکالے ہیں۔ اسے کس نے یہ سمجھایا ہے۔ کہ یہ چیل تیرے بچوں کی دشمن ہے۔ انہیں اپنے پروں میں چھپالے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے مرغی کے دل میں یہ باتیں ڈال دیتا ہے۔ اسے الہام طبعی کہا جاتا ہے۔

فرق

بخلاف انسان کے۔ انسانوں کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ ایک انسان کے دلمیں ایک تجویز ڈال دیتا ہے۔اور دوسرے سب لوگ اسی کی تجویز کردہ صورت پر عمل کر لیتے ہیں۔ اور پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کہ ان مادی ضروریات کے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے القاء ہونے میں ایمان شرط نہیں ہے۔ مادی دنیا کی اصطلاح میں یہ شخص بڑا باکمال سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے ریل نکالی۔ کسی نے ہوائی جہاز نکالا۔ کسی نے وائرلیس نکالی یہ لوگ بڑے باکمال اور قابل خیال کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ انسان کے لئے یہ کوئی اصلی کمال نہیں ہے۔

کیوں

اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی ذی روح مخلوقات کی موٹی موٹی تین قسمیں ہیں۔ حیوانات۔ انسان۔ ملائکہ عظام حیوانات اور ملائکہ عظام کے درمیان میں انسان کا مقام ہے۔ اور انسان ایک معجون مرکب ہے۔ اس کے اندر حیوانیت کی صفات بھی پائی جاتی ہیں (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے) اور ملائکہ عظام

کی صفات کا رنگ بھی اس کے اندر پایا جاتا ہے ۔ جب یہ کھانا کھاتا ہے ۔ تو معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ ایک مہذب اور ستھرا حیوان ہے ۔ مثلاً حیوانات سرسوں کے پتے زمین پر ڈال کر کچے کھا جاتے ہیں ۔ انسان وہی سرسوں کے پتے کھاتا ہے ۔ مگر کئی تدبیروں کے بعد ۔ پہلے دھو کر مٹی سے صاف کرتا ہے ۔ پھر درانتی سے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے ۔ پھر ہانڈی میں ڈال کر پکاتا ہے ۔ پکانے کے وقت لذیذ بنانے کے لئے نمک ۔ مرچ اور گھی ڈالتا ہے پھر چینی کی پلیٹ میں ڈال کر کھاتا ہے ۔ بہرحال کھائے تو سرسوں کے پتے ۔ البتہ حیوان نے کتھرے کھائے ۔ اس نے ستھرے کر کے کھائے ۔ اور یہ ملائکہ عظام کی صفات کا بھی حامل ہے ۔ مثلاً اذان کی آواز سنتے ہی مسجد میں مل کر خدا یاد کرنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں ۔ پھر اس ذکر الہٰی کی لذت میں اس قدر مخمور ہو جاتے ہیں ۔ کہ دنیا بھول جاتی ہے ۔ اور فقط اللہ کے نام پر نقل و حرکت ہوتی ہے ۔ اور دل میں فرحت اور سرور ہوتا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کر رہا ہوں ۔

ترقی

کا مفہوم یہ ہے۔ کہ انسان ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر چڑھ جائے۔ اور تنزل یہ ہے۔ کہ اعلیٰ درجہ سے اتر کر نچلے درجہ پر آجائے۔ اگر انسان بہیمیۃ میں کوئی کمال پیدا کرلے۔ وہ در اصل، انسانی کمال نہیں ہو گا۔ مثلاً اگر یہ زیادہ سے زیادہ روٹیاں کھا کر ہضم کرلے عام انسان دو روٹیاں کھاتے ہیں۔ اور ایک آدمی بیس روٹیاں کھا کر اور چار سیر دودھ پی کر اور دو سیر گوشت کے کوفتے کھا کر ہضم کر جاتا ہے۔ یہ کوئی انسانی کمال نہیں ہوگا۔ اونٹ یا ہاتھی کو اس سے دُگنی غذا کھلا دیجئے۔ وہ کھا کر ہضم بھی کر جائیں گے۔ یا مثلاً کوئی شخص عام انسانوں سے چار گنا زیادہ بوجھ اُٹھالے یہ کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ اونٹ اور ہاتھی زیادہ بوجھ اُٹھا سکتے ہیں۔ انسانی کمال وہ ہے۔ جو انسان کے ساتھ مخصوص ہو۔ حیوان میں نہ پایا جائے۔

انسان کے فانی کمالات

انسان کے ایسے کمالات جن کا تعلق فقط اس موجودہ

فانی دنیا کے ساتھ ہے۔ ان کمالات کا فائدہ اس مادی دنیا ہی میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً کوئی انجنیر ہے۔ کوئی ڈاکٹر ہے۔ کوئی خوش الحان راگی ہے۔ کوئی لکڑی کے کام کا بہترین کاریگر ہے۔ کوئی لوہے کی چیزیں بنانے کی مہارت تامہ رکھتا ہے اگرچہ ظاہر بین نظروں میں یہ لوگ بھی باکمال ہیں۔ مگر ان کمالات کی بقاء اس فانی دنیا تک محدود ہے۔ جب مرے گا تو ان ناپائدار کمالات کے سبب سے اسے قبر میں کسی قسم کی رعایت نہیں دی جائے گی۔ اگر کوئی شخص انہیں کمالات کے حاصل کرنے میں محو رہا۔ اور حاصل ہونے کے بعد انہیں کسب معاش کا ذریعہ بنایا۔ روپیہ کمایا۔ اور کھانے پینے پہننے میں دل کھول کر خرچ کیا۔ اور بڑی شان وشوکت سے زندگی بسر کی۔ نہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا۔ اور نہ کمانے اور خرچ کرنے میں اس کی مرضی کی پرواہ کی۔ غرضیکہ دوسرے جہان کے آرام کے لئے کوئی تدبیر اختیار نہ کی۔ نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ مادی کمالات تو ختم ہو جائیں گے اور روحانی کمالات حاصل نہیں کئے تھے۔ جو اس کے کام آتے۔ اس وقت دست حسرت مل کر کہیگا۔ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ) ترجمہ کہے گا۔ کیا اچھا ہوتا۔ جو میں اپنی زندگی میں کچھ آگے بھیج دیتا۔ برادران عزیز۔ یہ قاعدہ ہے۔ کہ ایک ملک

کا سکّہ دوسرے ملک میں کام نہیں آتا ۔مثلاً افغانستان کے نوٹ
کی پاکستان میں کوئی قیمت نہیں ۔اور پاکستانی نوٹ کی افغانستان
میں کوئی قیمت نہیں ہے ۔اسی طرح اس فانی دنیا کے کمالات
جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں ۔وہ اسی دنیا ہی کے اندر کام
آسکتے اور بس

ہمیشہ رہنے والے کمالات

انسان کی ترقی یہ ہے ۔کہ ملائکہ عظام کی صفات اپنے
اندر پیدا کرے ۔تاکہ جب عالم ناسوت (مادی جہان) سے
عالم ملکوت (جس میں ملائکہ عظام رہتے ہیں) کی طرف اسے موت
کے بعد منتقل کیا جائے ۔تو ملائکہ عظام اس کے استقبال کے
لئے آئیں ۔اور اسے خوش آمدید کہیں ۔

قولہ تعالیٰ ۔اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا
بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ٥ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ
فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ٥) سورہ حٰمٓ السجدۃ رکوع ۴ ترجمہ ۔بیشک
جنہوں نے کہا تھا ۔کہ ہمارا رب اللہ ہے ۔پھر اس پر قائم رہے
ان پر فرشتے اتریں گے ۔کہ تم خوف نہ کرو ۔اور نہ غم کرو اور
جنت میں خوش رہو ۔جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ۔ہم

تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے - اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے - جس کو تمہارا دل چاہے - اور تم جو وہاں مانگو گے ملیگا۔

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی دل سے اقرار کیا - اور اس پر قائم رہے - اس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھیرایا - نہ اس یقینی اقرار سے مرتے دم تک ہٹے - نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا جو کچھ زبان سے کہا تھا - اس کے مقتضاء پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے - اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا - جو عمل کیا - خالص اس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا - اور ادا کیا - غرض ماسواء سے مونہہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے - اور اسی کے راستہ پر چلے - ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچکر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں - جو تسکین و تسلّی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں - کہتے ہیں - کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا - دنیائے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے - اور

کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔

ملائکہ عظام کی صفات نمبر۱

ان تھک عبادت کرنا

قولہ تعالیٰ۔ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ سورۃ الانبیاء رکوع ۲؍۱۷ ترجمہ۔ اور اسی کا ہے۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اس کے ہاں ہیں (فرشتے) اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے۔ اور نہ تھکتے ہیں۔

یہی صفت خدا پرست انسانوں میں

قولہ تعالیٰ (وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ) سورۃ البقرۃ رکوع ۱۶؍۱ ۔

ترجمہ۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ (وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ) سورۃ البقرۃ رکوع ۱۶؍۱

ترجمہ۔ اور ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ (وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ) سورۃ البقرۃ رکوع ۱۶؍۱

ترجمہ۔ اور ہم خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا ۔ کہ جس طرح ملائکہ عظام ایک خدا تعالےٰ کی پرستش کرتے ہیں ۔ اور اسی کو ہر حالت میں اپنا ملجأ اور ماوےٰ سمجھتے ہیں ۔ اسی طرح انسانوں میں بھی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے انہیں کے دوش بدوش چلتے ہیں ۔ انسان کا اصلی کمال یہ ہے کہ نچلے طبقہ کا ہو کر اعلیٰ طبقہ والوں کی حسب توفیق ہمسری کرے ۔ اللھم اجعلنا منھم

دوسری صفت

فقط ایک اللہ تعالیٰ کو سرپرست بنانا

قولہ تعالیٰ ۔ (وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝) سورۃ السبا رکوع ۵ ترجمہ ۔ اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا ۔ پھر فرشتوں سے فرمائے گا ۔ کیا یہی ہیں ۔ جو تمہاری عبادت کیا کرتے تھے ۔ وہ عرض کریں گے ۔ تو پاک ہے ۔ ہمارا تو تجھ ہی سے تعلق ہے ۔ نہ ان سے ۔ بلکہ یہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے ۔ ان میں سے اکثر انہیں ۔ کہ

معتقد تھے ۔

یہی صفت انسان میں

قولہ تعالیٰ ۔ اِنَّ وَلِیِّ‌ۦَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ ۖ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ ترجمہ بے شک میرا حمایتی اللہ ہے ۔ جس نے کتاب نازل فرمائی ۔ اور وہ نیکوکاروں کی حمایت کرتا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا ۔ امام الانبیاء والاولیاء اعلان فرما رہے ہیں ۔ کہ میرا سرپرست میری ہر نقل و حرکت کا نگران ۔ اور واجب الاطاعۃ ایک اللہ تعالےٰ ہے ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام امت کے مقتداء ہیں ۔ اس لئے ہر مسلمان کا اللہ تعالےٰ سے اسی قسم کا تعلق ہوگا ۔ جیسا ملائکہ عظام اور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور انسان کا اصلی کمال بھی یہی ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

تیسری صفت

حکم الٰہی کی مکمل تعمیل کرنا

قولہ تعالےٰ ﴿لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا

يُؤْمَرُوْنَ ۝) سورۃ التحریم رکوع ۱ ترجمہ - وہ (فرشتے) اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے - جو وہ انہیں حکم دے - اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے -

یہی صفت انسان میں

امام الثقلین کے مقتدائے اعظم کا اعلان

قولہ تعالیٰ (قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ) الآیۃ سورۃ الانعام رکوع ۵ ترجمہ کہدو میں تم سے نہیں کہتا - کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں - اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں - اور نہ یہ کہتا ہوں - کہ میں فرشتہ ہوں - میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں - جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے -

قولہ تعالیٰ :- (فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ) الآیۃ سورۃ آل عمران رکوع ۲ ترجمہ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں - تو ان سے کہدے - کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے - اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں -

حاصل

یہ نکلا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سچے امتی حنیف

ملائکہ عظام کی طرح اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کی تعمیل میں سربکف رہتے ہیں۔ اور اسی کے حکم کی تعمیل اپنی زندگی کا مقصد خیال کرتے ہیں۔ برادران اسلام اور معزز بہنو انسان کا اصلی کمال تو یہی ہے۔ ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی اللہ تعالےٰ کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اور جب مریں گے۔ تو ان کی قبریں بہشت کا باغ بنیں گی۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

عورتوں سے خطاب

چونکہ اس مجمع میں میری آواز عورتیں بھی سن رہی ہیں۔ اس لئے کچھ ان سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بیٹی ہمارے ہاں ایک مشہور مثال ہے۔ "عورت وہ سہنی جو خاوند کو پسند آئے"۔ لہذا عورت کو وہ صورت بنانی چاہئے۔ اور وہ کام کرنا چاہئے۔ اور منہ سے وہ بات نکالنی چاہئیے۔ جس سے خاوند کا دل خوش ہو۔ سلیقہ شعار عورتوں میں یہی کمال ہوتا ہے۔ اور وہ مرد کا دل موہ لیتی ہیں۔ بیٹی تمہارا خاوند یعنی مالک وہ اللہ جل شانہٗ ہے جس نے تمہیں ماں کے پیٹ میں اپنی قدرت کاملہ سے بنایا۔ اور پھر ماں کے پیٹ سے باہر لایا۔ پھر تمہیں دنیا کی تمام نعمتیں عطا فرمائیں۔ بیٹی وہ مالک حقیقی تمہاری بناؤ سنگار والی صورت دیکھ کر یا تمہارا قیمتی لباس دیکھ کر یا تمہارے قیمتی زیور دیکھ کر ہرگز

ہرگز راضی نہیں ہوتا - اس کے رسول کا اعلان ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ

ترجمہ - بیشک اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا - بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے -

اس لئے

بیٹی تمہیں اپنے دل کو اللہ تعالٰے کی یاد میں شاغل رکھنا چاہیئے اللہ تعالٰے کا ڈر ہر وقت دل میں رکھنا چاہیئے - اور اس کی رضا طلبی کا خیال ہر وقت دل میں رہنا چاہیئے - اور اللہ تعالٰے کے حکموں کی تعمیل کرنی چاہیئے - اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے اگر ان چیزوں پر عمل کیا - تو اللہ تعالٰے تم سے راضی ہوجائے گا دنیا میں بھی خوش رکھے گا. اور تمہاری قبر میں بھی خدا کے فضل سے بہشت کے باغ ہی بنیگی - وما علینا الا البلاغ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ یوم الجمعۃ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

برادران اسلام آپ کو معلوم ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ نے ماہ مبارک ربیع الاول ہی میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو والدۂ کے بطن اطہر سے پیدا کر کے دنیا والوں کو آپ کی زیارت سے مشرف فرمایا تھا۔ اسی مناسبت کے باعث اس مہینہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ ہوتے رہتے ہیں۔ آج میں بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین۔ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ مقدسہ کو سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے اس کے بعد خود رحمۃ للعالمین کے وجود مقدس کے اور کوئی شخص کما حقہ بیان کر بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ یا تو اللہ جل شانہٗ ہی فرما سکتے ہیں۔ کہ میں نے سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک وجود میں کیا کیا خوبیاں اور کون کون سے محاسن اور کس کس قسم کے

عجائب و غرائب جمع کر دیئے ہیں۔ اور رہا پھر فخر الاولین و آلاخرین امام الانبیاء سرور کائنات شافع الامم حامل لواء الحمد ہی فرما سکتے ہیں۔ کہ میرے وجود مسعود میں اللہ جل شانہٗ نے فلاں فلاں کمالات ودیعت رکھے ہیں۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اور جتنے لوگ بھی حضور انور کے متعلق بیان فرمائیں گے۔ وہ سب کچھ بقول شخصے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ کا سا مضمون ہوگا۔ باوجود اس کے جو شخص بھی اپنی نیک نیتی سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کریگا۔ اگرچہ سرور کائنات فداہ ابی و امی کے شایان شان نہ ہو۔ مگر اس کی نیک نیتی کے باعث اللہ جل شانہٗ اسے اجر ضرور عطا فرمائے گا۔ کیونکہ اس نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔

سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل بے شمار ہیں۔ مگر میں قلت وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند فضیلتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

---

(۱)

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے دن آدمؑ (علیہ السلام) کی ساری اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور پہلا وہ شخص ہوں گا۔ جس کی قبر (سب سے پہلے) چرےگی (اور میں قبر سے باہر نکلوں گا) اور سب سے پہلا شفاعت کرنے والا میں ہی ہوں گا۔ اور سب سے پہلا شخص جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ وہ میں ہی ہوں گا۔

خلاصہ

یہ ہے۔ کہ اس حدیث شریف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار فضیلتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ جو اور کسی پیغمبر میں پائی نہیں جاتیں۔

(۲)

دوسری حدیث

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءِ تَبَعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ رواہ مسلم ترجمہ ۔ انسؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ قیامت کے دن نبیوں کی امتوں سے بڑھ کر میرے تابعدار زیادہ ہوں گے ۔ اور میں ہی سب سے پہلے جاکر بہشت کے دروازہ پر (کھولنے کے لئے) دستک دوں گا ۔

خلاصہ

یہ ہے ۔ کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں ۔ جو کسی دوسرے پیغمبر میں پائی نہیں جاتیں

(۳)

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُہٗ تُرِکَ مِنْہُ مَوْضِعُ لَبِنَۃٍ فَطَافَ بِہِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِہٖ

اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِىَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِىَ الرُّسُلُ وَفِىْ رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ متفق علیہ ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میری مثال اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کی مثال ایسی ہے - جس طرح ایک محل ہو جس کی تعمیر بہت ہی خوبصورت طریقہ سے ہوئی ہو - اس محل میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو - پھر دیکھنے والے وہاں آتے ہیں - اور اس کی عمدہ تعمیر سے تعجب کرتے ہیں - مگر اس ایک اینٹ کی جگہ (وہ خالی پاتے ہیں) پھر میں ہی ہوں - کہ میں نے اس ایک اینٹ کی جگہ کو بھر دیا ہے - (اور وہ محل مکمل ہوگیا ہے) میرے ذریعہ سے وہ محل مکمل ہوگیا ہے - اور میرے ہی ذریعہ سے انبیاء (علیہم السلام) کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے - اور ایک روایت میں ہے - میں ہی وہ اینٹ ہوں - اور میں ہی انبیاء (علیہم السلام) کا ختم کرنے والا ہوں (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)

خلاصہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک فضیلت بیان کی گئی ہے - کہ آپ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں - آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی دنیا میں

نہیں آئے گا۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قیامت تک اپنی آب و تاب سے چمکتی رہے گی اور کوئی نبوت آپ کی نبوت کے لئے ناسخ نہیں ہوگی۔ اور کوئی آپ کے بعد نبی ہونے کا نام بھی لیگا۔ تو اُمت محمدیہ اس شخص کو فوراً دجال کہکر پکارے گی

آٹھویں فضیلت

اس سے پہلے تین حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات فضیلتیں آپ سُن چکے ہیں۔ اب آپ کی آٹھویں فضیلت ملاحظہ فرمایئے۔ کہ آپ کے نام نامی اسم گرامی میں ایک ایسی خوبی اور ایسا حُسن ہے۔ جو دوسرے کسی پیغمبر کے نام مبارک میں وہ حُسن نظر نہیں آتا۔

مثلاً

آدمؑ کے معنی گندم گوں ہے۔ اس نام سے آپ کے رنگ کا پتہ چلتا ہے۔

نوحؑ کے معنی آرام کے ہیں۔

اسحٰقؑ کے معنی ہنسنے والا ہے۔

یعقوبؑ کے معنی پیچھے آنے والا ہے۔ یہ اپنے بھائی عیسو

کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے۔
موسیٰؑ کے معنی پانی سے نکالا ہوا - جب ان کا صندوق پانی سے نکالا گیا تھا - تب ان کا یہ نام رکھا گیا تھا۔
یحییٰؑ کے معنی عمر دراز -۔
عیسیٰؑ کے معنی سُرخ رنگ۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اسماء گرامی دو ہیں - محمدؐ اور احمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں ناموں میں تھوڑا سا فرق ہے - محمدؐ وہ ہے - جس کی تعریف وثنا سب زمین وآسمان والوں نے سب سے بڑھ کر کی ہو - اور احمد وہ ہے - جس نے اللہ جل شانہٗ کی حمد وثنا سب زمین وآسمان والوں سے بڑھ کر کی ہو - لہذا فخر الاولین والآخرین کا اسم گرامی عَلم بھی ہے - اور صفت بھی اور اپنے معانی کے لحاظ سے کمالات نبوت پر دلالت کرنے والا ہے۔

نویں - دسویں - گیارھویں - بارھویں - تیرھویں فضیلت

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ

شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب دشمنوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزگی بنائی گئی ہے۔ (یعنی زمین پر تیمم کر کے نماز پڑھنی جائز کی گئی ہے) پس میری امت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آئے۔ پس چاہئے کہ (جہاں ہو) پڑھ لے۔ اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں۔ اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں۔ اور مجھے (بڑی اور عام) شفاعت دی گئی ہے اور پہلے نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ اور مجھے تمام لوگوں (یعنی تمام قوموں) کی طرف بھیجا گیا ہے۔

خلاصہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو پہلے کسی پیغمبر میں نہیں پائی گئیں

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلتیں تو بے شمار ہیں۔ مگر میں مشت نمونہ از خروارے پر اکتفا کرتا ہوں اب بطور نمونہ رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند معجزات تبرکاً عرض کرنا چاہتا ہوں۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی نَزَلْنَا وَادِیًا اَفْیَحَ فَذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْضِیْ حَاجَتَہٗ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا یَسْتَتِرُ بِہٖ وَاِذَا شَجَرَتَیْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اِحْدٰھُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِھَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَہٗ حَتّٰی اَتَی الشَّجَرَۃَ الْاُخْرٰی فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِھَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَیْنَھُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ فَحَانَتْ مِنِّیْ لَفْتَۃٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَیْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ کُلُّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُمَا عَلٰی سَاقٍ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئے۔ ہم ایک کشادہ وادی میں جاکر اترے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضا حاجت کے لئے تشریف لے
گئے۔ آپ نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی۔ جس کی اوٹ میں
بیٹھ سکیں۔ ناگہاں آپ نے دو درخت وادی کے کنارہ پر
پائے۔ ان میں سے ایک کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لے گئے۔ پھر اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی
کو پکڑ کر فرمایا۔ تو اللہ کے حکم سے میری فرمانبردار ہو جا۔
وہ آپ کے ساتھ اس طرح چلی۔ جس طرح وہ اونٹ جس کے
ناک میں نکیل ہو۔ اپنے چلانے والے کے تابع ہو کر چلتا
ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے درخت کے ہاں تشریف لائے
اس کی بھی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا۔
دونوں میرے سامنے اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔ پھر وہ دونوں
مل گئیں۔ اور میں بیٹھا ہوا اپنے دل میں خیال ہی کر رہا تھا
کچھ ہی وقت گزرا تھا۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
کو دیکھتا ہوں۔ کہ تشریف لا رہے ہیں۔ اور دونوں درخت ایک
دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اور ہر ایک ان میں سے اپنے تنے
پر کھڑا ہو گیا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے درختوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے تابع فرمان بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کو تو بطریق اولیٰ آپ کا ہر فرمان مان لینا چاہئے۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْھَا فَمَا اِسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا ھُوَ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

رواہ الترمذی والدارمی۔

علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے۔ کہا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پھر ہم مکہ (معظمہ) کے بعض اطراف میں نکل گئے۔ پھر کوئی پہاڑ اور کوئی درخت آپ کے سامنے نہیں آتا تھا۔ مگر وہ کہتا تھا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ۔

حاصل

یہ ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ کہ ہر پہاڑ اور ہر درخت آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِیٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ وَمَنْ یَّشْھَدُ

عَلٰی مَا تَقُوْلُ قَالَ ھٰذِہِ السَّلَمَۃُ فَدَعَاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاسْتَشْھَدَھَا ثَلٰثًا فَشَھِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّہٗ کَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَنْبَتِھَا (رواہ الدارمی)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک گنوار آیا۔ جب آپ کے قریب آیا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور بے شک محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اس نے کہا اس بات پر آپ کی تصدیق کون کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کانٹے دار درخت۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا پھر وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس سے تین مرتبہ گواہی دینے کے لئے فرمایا۔ اس نے تین مرتبہ گواہی دی۔ کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ پھر اپنی اگنے کی جگہ پر چلا گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّکَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ

هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ رواہ الترمذی وصححہ

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے - کہا - ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا - اور کہا - میں کس طرح پہچانوں - کہ آپ نبی ہیں - آپ نے فرمایا - اگر میں اس کھجور کی اس ٹہنی کو بلا لوں - جو گواہی دے - کہ میں اللہ کا رسول ہوں (پھر تو مان جائے گا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹہنی کو بلایا - وہ کھجور کے درخت سے اتری - یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگری - پھر آپ نے فرمایا واپس چلی جا - پھر واپس چلی گئی - پھر وہ گنوار مسلمان ہوگیا

دعا

برادران اسلام - اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی اسی طرح توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

وَاِنَّ مُعْجِزَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَتْ عَلٰى مُعْجِزَاتِ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَدَدًا وَّرُتْبَةً وَّاٰتَـهٗ اُوْتِیَ مِنْهَا

مَا لَمْ يُؤْتَ اَحَدٌ

معجزاتہٗ صلے اللہ علیہ وسلم فی الجمادات

شعر۔ سَبَّحَ اللّٰہُ بِاَیْدِیْہِ الْحَصٰی فَوَعَاہُ مَنْ ھُنَاکَ وَعَقَلَ

ترجمہ۔ سنگریزوں نے آپ کے دست مبارک میں آکر خدا کی پاکی بیان کی چنانچہ اُن تمام لوگوں نے اُس کی تسبیح سُنی۔ اور سمجھی جو وہاں موجود تھے۔

یہ واقعہ ماخوذ ہے۔ اُس حدیث شریف سے جس کو بزار اور طبرانی (اوسط میں) اور ابو نعیم اور بیہقی نے بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً میں بھی حاضر خدمت ہوا اور آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ بعد ازاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اُن کے بعد فاروق اعظم اُن کے بعد ذی النورین رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہوئے۔ اُس وقت حضور کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ نے اُن کو ہتھیلی پر رکھا۔ تو وہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہنے لگیں حتیٰ کہ میں نے اُن کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی۔ اُس کے بعد آپ نے اُن کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ وہ فوراً ہی ساکت ہو گئیں۔ آپ نے اُن کو اپنے ہاتھ سے

اُٹھاکر صدیق اکبر کے ہاتھ میں رکھ دیا - تو وہ پھر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں - حتیٰ کہ میں نے اُن کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی - اُس کے بعد صدیق اکبر نے اُن کو اپنے ہاتھ سے رکھ دیا - وہ فوراً چُپ ہوگئیں - آپ نے اُن کو لے کر فاروق اعظم کے ہاتھ پر رکھ دیا - وہ فوراً سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں - حتیٰ کہ میں نے اُن کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی - فاروق اعظم نے اپنے ہاتھ سے رکھا - تو وہ پھر ساکت ہوگئیں - اُس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا - کہ اس کا نام خلافت نبوت ہے -

شعر سَلَّمَتْ اَحْجَارُ وَادٍ اِذْ رَأَتْ   یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَتْ تَسْتَہِلُّ

ترجمہ - جنگل کے نالوں کے پتھروں نے آپ کو دیکھ کر سلام کیا - اور پکار پکار کر یا نبی اللہ کہنے لگے -

یہ واقعہ ماخوذ ہے - اس حدیث شریف سے جس کو ابن سعد ابو نعیم نے بروایت برہ بنت ابی جعراۃ بیان کیا ہے - کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے خلعت نبوت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ کیا - تو آپ حسب عادت خود قضائے حاجت کی غرض سے آبادی سے بالکل دور ہو جاتے تھے - اور پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں تک پہنچتے تھے - تو جس پتھر یا درخت پر سے گزرتے تھے - وہ السلام علیک یارسول اللہ

پکارتا تھا۔ آپ دائیں بائیں گردن پھیر پھیر کر دیکھتے تھے۔ مگر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ ابو نعیم کی ایک اور روایت میں اس قدر اور ہے۔ کہ آپ اُن کو وعلیک السلام کہہ کر جواب دیتے تھے
شعر وَالطَّعَامُ حِیْنَ یُوْتیٰ عِنْدَہٗ سَبَّحَ اللّٰہَ فَمَا عَنْہُ غَفَلْ

ترجمہ۔ اور جب کھانا آپ کے سامنے لایا گیا۔ تو اُس نے خدا کی پاکی بیان کی۔ اور اُس سے (برکت قرب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) غافل نہ ہوا۔

یہ واقعہ ماخوذ ہے۔ اس حدیث شریف سے جس کو ابو شیخ نے کتاب العظمۃ میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں ثرید (ایک قسم کا شوربہ دار کھانا جس میں روٹیوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے تھے) لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کھانا سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ اس کے سبحان اللہ کہنے کو سمجھ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں۔ اس کے بعد آپ نے ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ اس برتن کو اُس شخص کے قریب لے جاؤ۔ وُہ اُس کے قریب لے گیا۔ تو وہ بولا۔ یا رسول اللہ بے شک اس میں سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز آ رہی ہے۔ تو آپ نے دوسرے شخص سے قریب کرنے کا حکم دیا۔

اُس نے بھی یہی کہا۔ پھر ایک اور شخص کے قریب کٹے جانے کا حکم دیا۔ اُس نے بھی وہی کہا۔ اُس کے بعد آپ نے اپنے پاس واپس کر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ کیا اچھا ہوتا۔ کہ موجودہ لوگوں میں سے آپ ہر شخص کے قریب کٹے جانے کا حکم دیتے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کسی کے پاس جا کر اس کی آواز نہ آتی۔ تو اُس کی نسبت یہ مشہور ہو جاتا۔ کہ یہ گناہگار ہے۔ اس کو واپس لاؤ۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس واپس لایا گیا۔

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحیوانات

شعر۔ وَالْبَعِيرُ اِذَا اَرَادُوا نَحْرَهٗ ‏ ‏ جَاءَ وَالنَّجَا بِعَيْنٍ تَهْمِلُ

ثُمَّ فِیْ اُذُنَيْهِ نَاجِیْ مُغْضِيًا ‏ ‏ مَا بِهٖ مِنْ اَزْمَةِ الْبَلْوٰى نَزَلْ

فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ خَلَّاهُ سُدًى ‏ ‏ لَا يُعَنّٰى فَهُوَ مِنْ حُرِّ الْجَمَلْ

ترجمہ۔ ایک اونٹ کے مالکوں نے اُس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ تو وہ آپ کے پاس اشکبار آنکھوں کے ساتھ آیا اور وہ مصیبت گوش گزار کی جو اُس پر پڑی تھی۔ آپ نے اُس کو لے کر بے مہار چھوڑ دیا۔ تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا

یہ واقعہ اُس حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ جس کو طبرانی اور ابو نعیم نے بروایت یعلیٰ بن مُرّہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی بنسبت زیادہ حق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورتوں کو حکم کرتا۔ کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو۔ کہ یہ اونٹ کیا کہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جب کہ میں بوڑھا ہو گیا۔ تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی۔ اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب اُن کے یہاں ایک تقریب ہے تو اُنہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے حضور نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سرگزشت کہلا بھیجی اُنہوں نے کہا۔ کہ یارسول اللہ خدا کی قسم اُس نے بالکل سچ کہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ تم اُس کو میرے لئے چھوڑ دو۔

شعر۔ وَاسْتَغَاثَتْ ظَبْیَۃٌ قَدْ شَدَّهَا - حَابِلٌ رَامَ اقْتِنَاصًا فَاحْتَبَلْ
یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَطْلِقْنِیْ اَعُدْ - بَعْدَ اِرْضَاعِیْ لِخِشْفٍ مُنْخَزِلٍ
حَلَّهَا تَعْدُوْ دَیَتْلُوْ اَنَّہٗ - خَاتَمُ الرُّسُلِ وَحَلَّالُ الْعُضَلْ
ثُمَّ عَادَتْ تَقْتَفِیْ آثَارَهَا - لِلْاِسَارِ مَا اَخْلَفَتْ بِالْاَجَلْ

ثُمَّ خَلَّاهَا تَصِيحُ فِي الْفَلَا ۔ تُعْلِنُ التَّوْحِيدَ جَهْرًا لَا تَمَلُّ

ترجمہ ۔ ایک ہرنی نے آپ سے فریاد کی ۔ کہ جس کو ایک ایسے شکاری نے باندھ رکھا تھا ۔ جو بارادہ شکار اُس کو پھانس چکا تھا اور) وہ پھنس گئی تھی ۔ (اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ) اے خدا کے نبی آپ مجھ کو (تھوڑی دیر کیلئے) کھول دیجئے ۔ تاکہ میں اپنے ضعیف اور چھوٹے بچوں کو دودھ پلا کر (بہت جلد اسی جگہ) واپس آجاؤں ۔ آپ نے اُس کو کھول دیا ۔ تو وہ دوڑتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی ۔ کہ آپ یقیناً آخری پیغمبر اور مشکلوں کی گرہ کھول دینے والے ہیں ۔ پھر (تھوڑی دیر کے بعد) پچھلے پیروں لوٹ کر قید ہونے کے لئے آگئی ۔ اور وعدے کی مدت میں کچھ بھی خلل نہ ڈالا ۔ پھر آپ نے (با جازت شکاری) اُس کو چھوڑ دیا ۔ کہ وہ جنگل میں چیخ چیخ کر توحید خداوندی کا اعلان کرتی اور نہ تھکتی تھی ۔

یہ واقعہ اُس حدیث سے ماخوذ ہے ۔ جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت زید بن ارقم بیان کیا ہے ۔ کہ میں مدینہ کی کسی گلی میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ۔ کہ ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف ہوا ۔ وہاں دیکھا ۔ کہ ایک ہرنی خیمے کی چوبوں سے بندھی ہوئی ہے ۔ اُس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا ۔ کہ یارسول اللہ اس اعرابی نے

مجھ کو پکڑا ہے ۔ اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں میرے تھنوں
میں دودھ بھرا ہوا ہے ۔ یہ نہ تو مجھے ذبح کرتا ہے ۔ کہ
اس مصیبت سے چھوٹوں ۔ اور نہ آزاد کرتا ہے ۔ کہ میں
اپنے بچوں کے پاس جنگل میں پہنچ جاؤں ۔ آپ نے اُس
سے فرمایا ۔ کہ میں تیری رسّی کھول دوں ۔ تو تو لوٹ کر آجائیگی
اُس نے عرض کیا ۔ کہ ضرور آجاؤنگی ۔ اور اگر وعدہ خلافی
کردوں ۔ تو اللہ تعالےٰ مجھ کو عُشّار (محصول لینے والا) کا سا
عذاب دے ۔ آپ نے سُن کر اُس کو چھوڑ دیا ۔ تھوڑی دیر
نہ گزرنے پائی تھی ۔ کہ وہ اپنی زبان چاٹتی ہوئی واپس آگئی
آپ نے اُس کو پھر خیمہ سے باندھ دیا ۔ اس کے بعد اعرابی
اپنے ساتھ پانی کی مشک لئے ہوئے آیا ۔ حضور نے اُس سے
ارشاد فرمایا ۔ کہ کیا تم اس ہرنی کو ہمارے ہاتھ بیچو گے ۔
وہ بولا ۔ کہ یا رسول اللہ میں یہ آپ ہی کو دیئے دیتا ہوں
آپ نے اُس کو چھوڑ دیا ۔ راوی فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے
خود دیکھا ۔ کہ وہ جنگل میں سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کہتی پھرتی تھی ۔

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی برکۃ الطعام والشراب

شعر وَدَعَا جَمْعًا مِنْ اَهْلِ صُفَّةٍ ۔ گَا بَدُوْا وَاتَّخَذُوْا اللَّيْلَ جَمَلْ

لِطَعَامٍ قَدْ دَمُدٍّ قَدْ كَفَى ‌ ‌ ‌ لِلثَّمَانِيْنَ وَقَدْ زَادَ الْاُكُلُ

ترجمہ۔ آپ نے اصحاب صفہ کی ایک جماعت کو جو راتوں کو عبادت کرتی اور ساری ساری رات جاگتی تھی۔ کھانے کے لئے بلایا جس کی مقدار ایک مد تھی۔ یہ تھوڑی سی مقدار اسّی آدمیوں کے لئے کافی ہو گئی۔ اور جس قدر کھایا۔ اُس سے زیادہ بچ گیا

یہ واقعہ ماخوذ اُس حدیث شریف سے ہے۔ جس کو ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابو نعیم نے بروایت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ اہل صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں اُن کو بلا لایا۔ اُس وقت آپ نے ہم سب کے سامنے ایک پیالہ رکھا۔ جس میں کوئی چیز جو کی بنی ہوئی تھی۔ میرے خیال میں ایک مد سے زائد نہ تھی۔ آپ نے اپنا ہاتھ اُس پر رکھ کر فرمایا۔ کہ بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ ہم سے جس قدر کھایا گیا۔ خوب کھایا۔ ہم لوگ ستّر اور اسّی کے درمیان میں تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے اپنے ہاتھ کھینچ لئے۔ مگر وہ پیالہ ویسے کا ویسے ہی بھرا ہوا تھا۔ کوئی فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ فقط انگلیوں کا نشان اُس میں معلوم ہوتا تھا۔

شعر- وَابْنُ اَسْقَعَ اشْتَکیٰ مِنْ فَاقَۃٍ - مُذْ ثَلٰثٍ لَمْ یَذُقْ طَعْمَ الْاُکُلْ
فَدَعَا خُبْزاً بِسَمْنٍ فَتَّہٗ - وَدَعَا قَوْماً یَنْتَابُوا النُّزُلْ
فَالثَّلاَثُوْنَ اَتَوْہُ وَانْتَھیٰ - کُلُّھُمْ شَبْعاً وَّبَعْدَ ھُمْ اَکَلْ
وَھُوَ بَاقٍ لَمْ یَزِدْہُ اَکْلُھُمْ - غَیْرَ تَکْثِیْرٍ وَّمَا کَانَ اَقَلْ

ترجمہ حضرت واثلہ بن اسقع نے فاقہ کی شکایت کی - تین دن سے کھانے کا مزہ بھی نہیں چکھا - پس آپ نے ایک روٹی منگوا کر گھی میں اُس کے ٹکڑے کر دیئے - اور ایک ایک جماعت کو بلایا - کہ وہ باری باری سے اُس کو کھائیں - پس تیس آدمی آپ کے پاس آئے - اور اُن سب کا پیٹ بھر گیا - اور اُن سب کے بعد آپ نے کھایا - وہ کھانا اُسی طرح بچا رہا - کم تو نہ ہوا - بلکہ بجائے کم ہونے کے بڑھ گیا -

یہ واقعہ اُس حدیث سے ماخوذ ہے - جس کو حاکم نے (اس روایت کو صحیح کہا ہے) بسند یزید بن ابی مالک بروایت واثلہ بن اسقع بیان کیا ہے - کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں پر تین دن بغیر کھائے پیئے گزر گئے - میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا - اور اپنی حالت کی خبر دی - آپ نے دریافت کیا - کہ گھر میں کوئی چیز کھانے کے قابل ہے - لونڈی نے عرض کیا - کہ ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی ہے - آپ نے اُس کو اپنے پاس منگوایا - اور روٹی کے ٹکڑے اپنے دست مبارک سے کئے -

اور فرمایا - کہ جاکر دس آدمیوں کو بلا لاؤ - میں اُن کو بلا لایا - ہم سب نے مل کر کھایا - اور خوب پیٹ بھر کر کھایا - مگر اُس کھانے پر فقط یہ معلوم ہوتا تھا - کہ ہماری انگلیوں سے کچھ نشان سے بن گئے ہیں - جب ہم لوگ سیر ہو کر کھا چکے تو آپ نے فرمایا - کہ دس آدمیوں کو اور بلا کر لاؤ - میں اُسی طرح بلاتا رہا - مگر اُس کھانے میں بجز زیادتی کے اور کچھ معلوم نہ ہوا -

شعر - وَقَضٰی عَنْ جَابِرٍ مِنْ صُبْرَۃٍ - مَا عَلَیْہِ مِنْ دُیُوْنٍ لَا تَقِلُّ

کَمْ تَکُنْ تَکْفِیْ إِذَا اَحْصَیْتَہَا - بَعْضَ مَا اِذْ اَنْ فَقَرُوْا ذَہَبَ کُلُّ

وَقَضَاھَا مُوْفِیًا اِذْ اَنْکَرُوْا حَطَّہَا شَیْئًا وَتَاخِیْرَ الْاَجَلْ

ترجمہ - حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرض آپ نے ایک ڈھیری سے ادا کر دیا - جو کہ بہت سا تھا - حالانکہ اگر تم اُس کو جانچتے (تو ظاہر ہو جاتا) کہ اُن کے قرض کے بعض حصہ کو بھی اُس ڈھیری سے ادا کرنا ناممکن تھا - اور جب قرضخواہوں نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا - کہ وہ نہ تو قرض کا کوئی حصہ معاف کریں گے - اور نہ ہی ادائے قرض کی مہلت میں توسیع کریں گے - تو آپ نے اُسی ڈھیری سے اُن کا قرض پورا ادا کر دیا -

یہ واقعہ ماخوذ اُس حدیث مبارک سے ہے - جس کو بخاری

نے بسند شعبی بروایت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کیا ہے
کہ میرے باپ جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ اور انہوں نے چھ
لڑکیاں چھوڑیں۔ اور بہت سا قرض چھوڑا۔ جب کھجوریں پک
گئیں۔ اور وہ وقت آیا۔ کہ اُن کو درخت پر سے توڑا جائے
تو میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آپ واقف ہیں۔ کہ میرے والد شہید ہو گئے
اور بہت سا قرض اُن پر ہے۔ میری خواہش تھی۔ کہ قرض خواہوں
کی نظر آپ پر پڑتی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارے کھجور کے
درختوں پر سے جس قدر چھوہارے ٹوٹیں۔ جا کر اُن سب کو
ایک جگہ فراہم کر لو۔ میں نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی۔ اور
آپ کی خدمت میں بغرض شرکت حاضر ہوا۔ آپ وہاں تشریف
لائے۔ اور بڑی ڈھیری کے آس پاس تین مرتبہ گھومے۔
اور اُس پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ جا کر قرض خواہوں
کو بلا لاؤ۔

جب وہ لوگ آ گئے۔ تو آپ نے ناپ ناپ کر اُن کو
دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خداوند عالم نے میرے باپ کے
سارے قرض کو اُس میں سے ادا کر دیا۔ اور میں اُسی پر
زیادہ خوش تھا۔ کہ میرے اور میری بہنوں کے لئے اُس میں
سے ایک چھوہارہ بھی نہ بچے۔ مگر والد مرحوم کا قرض سب

ادا ہو جاوے۔ لیکن خدا کی قسم ساری ڈھیریاں سالم بچ رہیں یہاں تک کہ جس ڈھیری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اُس میں سے مجھ کو ایک چھوہارہ بھی کم معلوم نہ ہوتا تھا۔

جہاد

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت میں ایک چیز جہاد بالمشرکین والکفار بھی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو اگر بیان نہ کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم نے ایک بہت بڑا ضروری۔ بہت بڑا اہم کام اسلام کے بہت بڑے محافظ۔ اسلام کے سچے، جانباز، اور جانثار خادم کو نظر انداز کر دیا۔ جس کی برکت سے آج تک اسلام دنیا میں زندہ۔ تابندہ اور پائندہ نظر آ رہا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ اسلام کا اصلی مادہ سَلم یا سِلم ہے۔ جس کی معنی آشتی اور صلح کے ہیں۔ یعنی اسلام دنیا میں صلح کا پیغام بن کر آیا ہے۔ اسلام نہیں چاہتا۔ کہ دنیا میں جنگ اور خونریزی ہو۔ مگر اسلام کو بامر مجبوری اور بحالت اضطراری میان سے تلوار نکالنی پڑتی ہے۔ جس طرح ڈاکٹر کی اصلی منشا یہی ہوتی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ عمل جراحی سے مریض کو بچایا جائے

اور مادۂ فاسد جو مریض کے وجود میں پیدا شدہ ہے۔ اسے اندر ہی اندر خشک کر دیا جائے۔ مگر پوری کوشش کے باوجود اگر وہ مادہ فاسد مندمل نہیں ہوتا۔ تو پھر عمل جراحی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پھر بعض اوقات مریض کے بعض اعضاء کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ تاکہ مریض کا بقیہ وجود اس مصیبت سے نجات پا جائے۔ اور مریض صحت یافتہ ہو کر دنیا میں زندگی بسر کر سکے۔

بعینہٖ

اسلام میں جہاد کی یہی علت ہے۔ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہ کے ملک میں توحید کے مقابلہ میں شرک اور کفر بغاوت ہے۔ یعنی خداتعالیٰ کے ملک میں مشرک اور کافر باغی ہیں۔ اسلام کا قانون یہ ہے۔ کہ مشرکین اور کفار کو اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ ان کے اسلام کے متعلق جو شکوک و شبہات ہوں۔ انہیں تسلی بخش جواب دے کر مطمئن کیا جائے۔ پورا اطمینان کرانے کے بعد انہیں دو راستے سمجھائے جائیں۔ یا تو حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کے مساوی حقوق حاصل کر لیں۔ اور اگر اسلام قبول نہیں کرتے۔ تو اسلامی سلطنت میں بطور ذمّی کے رہیں۔ ہر قسم کا کاروبار کریں۔ مگر اسلامی سلطنت سے یہ معاہدہ کریں۔ کہ ہم کبھی اسلام سے ٹکر نہیں لگائینگے۔ ہماری جان۔ مال اور عزت کا اسلام محافظ ہوگا۔ اور ایک خاص ٹیکس

اسلام کو ہماری اس خدمت کے صلہ میں ادا کرتے رہیں گے۔ اگر وہ لوگ اسلام بھی قبول نہ کریں۔ اور اسلامی سلطنت کے زیر سایہ امن سے رہنا بھی پسند نہ کریں۔ تو پھر اس کی صاف معنی یہی ہے کہ وہ اسلام سے ٹکرانا چاہتے ہیں۔ جب وہ باطل پرست اپنے باطل مذہب کی حمایت میں سر دھڑ کی بازی لگانے کے لئے تیار ہوں اس وقت ایک وہ شخص سچے مذہب اسلام کا پیرو اور ایک حقیقی خدا تعالےٰ عز اسمہ وجل مجدہ کا بندہ ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے نام پر جان دینے کے لئے بڑے شوق۔ بڑی خوشی اور بڑی مسرت سے میدان جنگ میں آتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی اپنے ان جانباز بندوں کو حکم دیتے ہیں۔ کہ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ۔ ترجمہ اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ جو تم سے لڑتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اپنی انصاف پسندی کی بناء پر اس کے ساتھ ہی اپنے جانبازوں کو یہ حکم بھی دیتے ہیں۔ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ترجمہ۔ اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حد سے آگے بڑھنے

کی یہ معنی ہیں۔ کہ اُن دشمنان اسلام کے امن پسند متعلقین کو جو گھروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں کچھ نہ کہا جائے۔ اس مد میں

چار قسم کے آدمی آتے ہیں۔ عورتیں - بچے - بوڑھے - اور جو لوگ اپنی عبادتگاہوں میں اپنے اپنے طریقہ پر عبادت کر رہے ہیں اور انہیں جنگی معاملات میں کسی قسم کا کوئی دخل ہی نہیں ہے -

جہاد میں کامیابی کی شرائط اور نتائج

قولہ تعالیٰ (یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝) سورۃ الصف رکوع ۲ ترجمہ اے مسلمانو - میں تمہیں ایسی سوداگری بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے - اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ - اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے لڑو اگر تمہیں سمجھ ہے - تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے

اس آیت میں اللہ تعالٰے کے عذاب سے بچنے کے لئے چار شرطیں ارشاد فرمائی گئی ہیں -

پہلی شرط اللہ تعالٰے پر ایمان لانا

اللہ تعالٰے پر ایمان لانے والوں کی دو قسمیں ہیں - ایک قسم کے لوگوں کا ایمان مردود ہوتا ہے - اور دوسرے قسم کے لوگوں کا ایمان مقبول ہوتا ہے - مردود ایمان والوں کا ذکر اس آیت میں ہے -

قولہ تعالےٰ (وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ ۝ سورۃ یوسف رکوع ۱۲ ترجمہ ۔ اور اللہ پر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۔ مگر ایسے حال میں کہ وہ شرک بھی کرنے والے ہوتے ہیں۔ (یعنی اللہ تعالےٰ پر ایمان بھی لاتے ہیں ۔ اور جو تعلق اللہ تعالےٰ سے بندے کو رکھنا چاہئے ۔ اسی قسم کا تعلق اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں سے بھی رکھتے ہیں) مقبول ایمان والوں کا ذکر مندرجۂ ذیل آیت میں ہے ۔ (فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ) الآیۃ سورۃ آل عمران رکوع ۲ ترجمہ ۔ پھر جو تم سے جھگڑیں ۔ تو کہدے ۔ میں نے اپنا منہ اور جو لوگ میرے تابع ہیں ۔ (انہوں نے اپنے منہ) اللہ کے حکم کے تابع کردئے ہیں ۔

دوسری شرط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر تسلیم کرنا ۔ اور ان کے ہر ارشاد کو دل سے ماننا ۔

تیسری اور چوتھی شرط

میدان جہاد میں فقط اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کو صرف کرنا ۔ یعنی یورپین قوموں کی طرح یہ خیال نہ ہو ۔ کہ اس ملک کو فتح کرکے اپنی تجارت کی منڈی بنائینگے

غیر ممالک سے جو مال اس ملک میں آئے گا۔ اس پر حسب منشأ ٹیکس وصول کریں گے۔ اس ملک کے لوگوں کو غلام بنا کر جس قسم کے ٹیکس چاہیں گے۔ ان پر لگائینگے۔ اپنی قوم کے آدمیوں کو بڑے بڑے عہدے دے کر معقول تنخواہیں انہیں اسی ملک کے خزانے سے دلوائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ

اسلامی فوج کو فقط یہ چیز پیش نظر ہوتی ہے۔ کہ اس ملک کے باغیوں کو اللہ تعالٰے کا وفادار بندہ بنائیں۔ انہیں خدائی قانون یعنی قرآن کا متبع بنائیں۔ تاکہ یہ لوگ جہالت کے گڑھے سے نکل جائیں۔ اور نور علم و عرفان سے ان کے سینے منور ہو جائیں شرک کی نجاست سے ان کے سینے پاک ہو جائیں۔ اور نور توحید ان کے سینوں میں چمکتا نظر آئے ظلمت کفر سے ان کے دل پاک ہو جائیں۔ اور نور ایمان سے روشن ہو جائیں۔ دوزخ کی لائن سے ان کا کانٹا بدل جائے۔ اور جنت الفردوس کی لائن پر ان کی زندگی کی گاڑی کو چلائیں۔ وہ بداخلاقیاں جو نظام عالم کو درہم برہم کرنے والی ہیں۔ ان سے یہ لوگ تائب ہو جائیں خوف خدا ان کے سینوں میں نظر آئے۔ اور یہ لوگ اعلیٰ درجہ کے شریف اعلیٰ درجہ کے با اخلاق اور اعلیٰ درجہ کے مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی قسم کے متبرک مقاصد کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالٰے کے

باغیوں سے لڑنا جہاد ہے۔

دربار رسالت میں مجاہد کسے کہتے ہیں

عن ابی موسیٰؓ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیُریٰ مکانہ، فمَن فی سبیل اللہ قال مَنْ قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ۔ متفق علیہ ترجمہ۔ ابی موسیٰؓ سے روایت ہے۔ کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ پس عرض کی ایک شخص مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ اور ایک شخص شہرۃ حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ اور ایک شخص اس لئے لڑتا ہے۔ تاکہ اس کا مرتبہ (بہادری کے لحاظ سے) دیکھا جائے۔ ان میں سے فی سبیل اللہ (لڑنے والا) کون ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص اس لئے لڑتا ہے۔ کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ وہ فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی اس لئے لڑتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا دین بلند ہو۔

لہٰذا

محاذ کشمیر پر لڑنے والے مسلمانوں کا فرض اولین یہ ہے۔ کہ وہ اپنی نیتوں کو درست کرلیں۔ ان مجاہدین کی نیت یہ ہو۔ کہ

اے اللہ ہم چاہتے ہیں ۔ کہ کشمیر میں جو مسلمان کفار کے نرغے میں آئے ہوئے ہیں ۔ اور ان کی جان ۔ مال ۔ عزت اور ناموس خطرہ میں ہے ۔ ان توحید پرستوں کو کفار کے پنجے سے آزاد کرائیں ۔ تاکہ وہ آزادی سے تیرا نام لے سکیں ۔ اور آزاد ہو کر اپنے ایمان اور اپنے اسلام کو کفار کے شر سے بچا کر آزاد زندگی بسر کر سکیں اور خطۂ کشمیر سے کفر کا جھنڈا سرنگوں کر کے اسلام کا پھریرا لہرائیں اور خطۂ کشمیر کی وادیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اللہ اکبر اللہ اکبر ۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ کا نعرہ لگائیں ۔ اے برادران اسلام

جب

اس نیت سے آپ کشمیر کی طرف قدم بڑھائینگے ۔ تو مقربین الہٰی بارگاہ الہٰی میں دست بدعا ہو کر یہ شعر گنگنائینگے ۔ شعر

بجرم عشق توام می کشند غوغائیست

تو نیز بر سر بام آ چہ خوش تماشائیست

کہ اے اللہ محاذ کشمیر پر جانے والے مجاہدوں کے راستہ میں کفار کی فوجیں اس لئے کھڑی ہیں ۔ کہ ان پر بم برسائیں ۔ اور ٹینک مقابلہ میں لائیں ۔ تاکہ یہ مجاہد یہیں ختم ہو جائیں ۔ اور آگے نہ بڑھنے پائیں ۔ اب تو بھی اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا ۔ اور ان

خدا پرست مجاہدوں کی حمایت میں اپنی غیبی طاقت نازل فرما
ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ کا

اعلان

ہے - اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ - ترجمہ - اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی - تو پھر کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا -

میرا ایمان

ہے - کہ جب اللہ تعالےٰ کی غیبی طاقت مسلمانوں کی پشت پناہی کے لئے میدان میں آئے گی - تو ہمارے مجاہدین کو یقیناً فتح عظیم اور کفار کو شکست فاش ہو گی - اسی قاعدہ کے ماتحت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمیشہ غزوات میں اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تھی - والحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ

قرآن مجید کا معاشرتی پروگرام

برادران اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے "رحمۃ للعالمین" کا مبارک لقب عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کی برکت سے آپ کی امت کو رحمت کے بڑے بڑے خزانے ملے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک معاشرتی پروگرام ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں۔ تو ہماری بستیاں اور ہمارے قصبے اور ہمارے بڑے بڑے شہر سب امن اور محبت کا گہوارہ بن سکتے ہیں۔ بقول شاعر

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

تقسیم ملک سے پہلے میں کہا کرتا تھا۔ کہ اگر ہم اپنی معاشرت قرآن مجید کے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق بنالیں۔ تو ہندو اور سکھ اپنی بہو بیٹیوں کی عفت اور عزت بچانے کے لئے اور شریروں کے شر سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے محلوں میں آکر آباد ہوں۔

قرآنی پروگرام معاشرت کی وضاحت

(۱) کسی کے گھر میں بلا اجازت نہ جاؤ

قولہ تعالیٰ :- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا الآیۃ سورۃ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ - اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے گھروں میں نہ جایا کرو - جب تک اجازت نہ لے لو - اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو -

(۲) اندر سے اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ

قولہ تعالیٰ :- فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ - پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ - تو اندر نہ جاؤ - جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی جائے -

(۳) اگر اندر سے آواز آئے - کہ واپس جاؤ - تو واپس چلے جاؤ

(قولہ تعالےٰ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸)

قولہ تعالیٰ :- وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ :- اور اگر تمہیں واپس جانے کے لئے کہا جائے - تو واپس چلے جاؤ -

(۴) مرد نیچی نگاہ کر کے چلا کریں

قولہ تعالیٰ :- قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ:۔ ایمان والوں سے کہدو۔ کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں

(۵) عورتیں نیچی نگاہ کر کے چلا کریں

قولہ تعالیٰ:۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور ایمان والیوں سے کہدو۔ کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

(۶) کسی کو اپنی زیبائش نہ دکھائیں

قولہ تعالیٰ:۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسی زیبائش کا اظہار بجز محارم کے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ کسی کے سامنے جائز نہیں۔ ہاں جس قدر زیبائش کا ظہور ناگزیر ہے اور اس کے ظہور کو بسبب عدم قدرت یا ضرورت کے روک نہیں سکتی۔ اس کے بمجبوری یا بضرورت کھلا رکھنے میں مضائقہ نہیں

(بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو) حدیث و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور کفین (ہتھیلیاں) الاما ظہر منہا میں داخل ہیں۔ کیونکہ بہت سی ضروریات دینی و دنیوی ان کے کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر ان کے چھپانے کا مطلقاً حکم دیا جائے۔ تو عورتوں کے لیئے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئے گی۔ آگے فقہا نے قدمین کو بھی ان ہی اعضا پر قیاس کیا ہے۔ اور جب یہ اعضا مستثنیٰ ہوئے۔ تو ان کے متعلقات مثلاً انگوٹھی۔ چھلا یا مہندی یا کاجل وغیرہ کو بھی استثنا میں داخل ماننا پڑے گا۔ لیکن واضح رہے۔ کہ اِلاَّ مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے صرف عورتوں کو بضرورت ان کے کھلا رکھنے کی اجازت ہوئی نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی۔ کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور ان اعضا کا نظارہ کیا کریں۔ شاید اسی لئے اس اجازت سے پیشتر ہی حق تعالے نے غض بصر کا حکم مؤمنین کو سنا دیا ہے معلوم ہوا۔ کہ ایک طرف سے کسی کے کھولنے کی اجازت اس کو مستلزم نہیں۔ کہ دوسری طرف سے اس کو دیکھنا بھی جائز ہو۔ آخر مرد جن کے لئے پردہ کا حکم نہیں۔ اس آیت بالا میں عورتوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے اور ہم نے فتنہ کا خوف نہ ہونے کی جو شرط بڑھائی۔ دوسرے دلائل اور قواعد شرعیہ سے ماخوذ ہے۔"

(۷) اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر ڈالیں

قولہ تعالیٰ:۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ الآية سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ:۔ اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب مرحوم شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ "بدن کی خلقی زیبائش میں سے سینہ کا اُبھار ہے۔ اس کے مزید تستر کی خاص طور پر تاکید فرمائی اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلا دی۔ جاہلیت میں عورتیں خمار اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔ یہ گویا حُسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا۔ کہ اوڑھنی کو سر پر سے لا کر گریبان پر ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ اس طرح کان گردن اور سینہ پوری طرح مستور رہے"۔

(۸) اپنی زینت سوائے ان اشخاص کے کسی پر ظاہر نہ کریں

قولہ تعالیٰ:۔ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ الآية سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ:۔ اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے خاوندوں

پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں۔ یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں۔

اظہار زینت میں مراتب

عورت مذکور الصدر اشخاص کے سامنے اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہے۔ مگر ان میں بھی مراتب کا فرق ضرور ہے۔ مثلاً جو زینت مرد کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔ وہ محارم کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتی۔ یہاں فقط یہ چیز واضح کی گئی ہے۔ کہ ستر کا جتنا اہتمام اجنبیوں سے ہے۔ اتنا محارم سے نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ہر ایک عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے۔

(۹) ایسے طریقہ سے چلیں کہ زیوروں کی جھنکار نہ معلوم ہو

قولہ تعالیٰ :- وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ الایۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں۔ کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔ یعنی چلنے میں ایسا طریقہ اختیار نہ

کریں۔ کہ زیوروں کی جھنکار کے سننے سے مردوں کا ادھر میلان طبع ہو جائے۔

(۱۰) کسی کو بے جوڑا نہ رہنے دو

قولہ تعالیٰ:۔ وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو تم میں مجرد ہوں۔ ان کے نکاح کرادو۔

(۱۱) بھلے مانس غلاموں کے بھی نکاح کرادو

قولہ تعالیٰ:۔ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں۔ ان کے بھی نکاح کرادو

(۱۲) فاسق کی اطلاع پر کسی کے خلاف تحقیق کے سوا قدم نہ اٹھاؤ

قولہ تعالیٰ:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌ الآیۃ سورہ نور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے۔ تو اس کی تحقیق کیا کرو۔ کہ کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو۔ پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو۔

---

(۱۳) دو فریقوں میں جنگ ہو جائے تو صلح کرا دو

قولہ تعالیٰ:۔ وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا الآیة سورہ الحجرات رکوع نمبر ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں۔ تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔

(۱۴) کوئی مرد کسی مرد سے ٹھٹھا نہ کرے

قولہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ..... الآیة سورہ الحجرات رکوع نمبر ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں

(۱۵) کوئی عورت کسی عورت سے ٹھٹھا نہ کرے

قولہ تعالیٰ:۔ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ...... الآیة سورہ الحجرات رکوع نمبر ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

(۱۶) ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو

قولہ تعالیٰ:۔ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ سورہ الحجرات رکوع نمبر ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

(۱۷) ایک دوسرے کے نام نہ رکھو

قولہ تعالیٰ:- وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ .... سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ - اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔

(۱۸) بدگمانی سے بچو

قولہ تعالیٰ:- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا ...... الآیۃ سورہ الحجرات رکوع نمبر ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ - اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو - کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ "اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے - ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے - کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا - مخالف کی کوئی بات ہو - اس کا محل اپنے خلاف نکال لیتا ہے - اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں - اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو - ہمیشہ اس کی طبیعت برے پہلو کی طرف چلے گی - اور اسی برے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دے کر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دیگا"۔

(۱۹) لوگوں کے حال کی چھان بین نہ کرو

قولہ تعالیٰ :- وَلَا تَجَسَّسُوْا .... الآیۃ سورہ الحجرات رکوع ۲ نمبر ۲۶ پارہ

ترجمہ اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو)

(۲۰)

قولہ تعالیٰ :- وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا .... الآیۃ سورہ الحجرات رکوع ۲ نمبر ۲۶ پارہ

ترجمہ - اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو -

(۲۱) اے انسانو! تم سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو

قولہ تعالیٰ :- يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ ...... الآیۃ سورہ الحجرات رکوع ۲ نمبر ۲۶ پارہ

ترجمہ - اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے - اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں - تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو - بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے - جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے -

حاصل

یہ ہے - کہ اسلام میں عزت کا معیار نہ کوئی رنگ ہے - نہ دولت اور سرمایہ ہے - نہ زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر

قبضہ ہے ۔ نہ کوئی ملک ہے ۔ نہ کوئی قوم ہے ۔ اسلام میں عزت کا مدار پرہیزگاری یعنی تقویٰ پر ہے ۔

تقویٰ کا ترجمہ پرہیزگاری کیا جاتا ہے ۔ کس چیز سے پرہیز کی جائے ۔ ہر وہ چیز جس کے کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو ۔ اس سے بچنے کا نام پرہیزگاری یعنی تقویٰ ہے ۔ اس لحاظ سے کوئی بعید نہیں ہے ۔ کہ حبشہ کا سیاہ فام حبشی جس کے کپڑے پھٹے پرانے ہوں ۔ پاؤں ننگے ہوں ۔ غربت کے باعث بدن میلا کچیلا ہو ۔ اس کی تقویٰ کے لحاظ سے بارگاہ الٰہی میں اس بادشاہ سے بھی زیادہ عزت ہو ۔ جو بے دین ہے ۔ جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف نہیں ہے ۔ اور اسے اپنی زندگی میں اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے کا خیال تک نہیں ہے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ

علمائے کرام ہی رسول اللہ کے دین کے محافظ ہیں

قولہ تعالیٰ:- (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پارہ ۱۴ رکوع ۱

بارگاہ الٰہی میں علمائے اسلام کا احترام

پاکستان میں علمائے اسلام کی توہین و تحقیر کی ایک منظم تحریک چل رہی ہے۔ کسی بڑے سے بڑے گناہ کی بیخ کنی اور روک تھام کے لئے اتنی سعی بلیغ نہیں کی جا رہی جتنی علماء اسلام سے عوام الناس کو نفرت دلانے کے لئے کی جا رہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ علمائے اسلام کا وجود مسعود ابتداء اسلام ہی سے تبلیغ و اشاعت حق کے لئے معرض وجود میں آیا ہے۔ اور ان کا وجود اللہ شانہٗ کے اس اعلان کا ظہور ہے

کہ ہم نے اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل فرمایا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے اشاعت قرآن مجید ہی کے لئے منصب رسالت عطا فرمایا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ (یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ)

ترجمہ۔ اے رسولؐ! جو چیز تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کی گئی ہے (قرآن مجید) اُسے لوگوں تک پہنچا دے۔ اور اگر آپ نے نہ پہنچایا۔ تو (گویا کہ) آپ نے منصب رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

اس فرمان شاہنشاہی سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی اشاعت آپ کا فرض منصبی ہے۔

اس سلسلہ کا قیامت تک اجرا

اللہ تعالےٰ نے اپنے اس اعلان میں قیامت تک قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ نزول قرآن مجید کے بعد ہر دور زمانہ کی نسل جدید میں ایسے علماء کرام پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنے لئے باعث صد شرف و فخر خیال کر کے آپ کے فرض منصبی (اشاعت قرآن مجید) کو حسبۃً للہ و تقربا الی الرسول

ادا کرتے رہیں گے۔

وفاء عہد میں اللہ تعالیٰ کا مقام

اپنے وعدہ کے پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی باوفا نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (وَمَنۡ اَوۡفٰی بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟ اس اعلان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ زمانہ کے ہر دور میں علمائے دین پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کے وجود سے اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا رہا ہے۔ اور کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ اس وعدہ الٰہی کا ایفا علماء کرام کے وجود سے نہیں۔ بلکہ جاہلوں کے ذریعہ سے ہوتا رہا ہے۔ مصرعہ

آنکہ خود گم است کہ رہبری کند

کیا کوئی ہوشمند یہ ثابت کرسکتا ہے۔ کہ علماء کرام کے وجود سے نہیں۔ بلکہ زمانہ کے ہر دور میں یہ وعدہ مالداروں۔ سرمایہ داروں زمینداروں۔ سرکاری عہدہ داروں کے ذریعہ سے پورا ہوتا رہا ہے۔ مذکور الصدر لوگوں کی مصروفیت کا جو حال اب ہے۔ پہلے زمانوں کو بھی اسی پر قیاس کرلیجئے۔ یہ لوگ اپنی مصروفیتوں میں اس قدر گھرے رہتے ہیں۔ کہ نماز پڑھنے کی بھی انہیں فرصت

نہیں ملتی۔ اور اگر پڑھتے بھی ہیں۔ تو مسجد میں باجماعت نہیں پڑھ سکتے۔ چہ جائیکہ قرآن مجید کی اشاعت کے لئے اپنی زندگی کا معتدبہ حصہ صرف کریں۔

اصلی محافظ

یہ یاد رہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اصلی محافظ علماءِ کرام ہی رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔ ترجمہ۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک ان دو چیزوں کو پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ (اور وہ چیزیں) اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔ میں سوال کر سکتا ہوں کہ یہ دو چیزیں کس کے نصاب تعلیم میں ہیں۔ میرے انگریزی دان بھائیو۔ آپ کے نصاب تعلیم پنجاب یونیورسٹی میں انگریز نے تمہیں پرائمری سے لے کر ایم اے یا ایم۔ بی۔ بی۔ ایس یا ایل ایل بی تک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نہیں پڑھایا۔ اور آپ میں اکثر وہ گریجوایٹ ہیں۔ جنہوں نے کالج میں تعلیم پائی۔ اور ہوسٹل میں زندگی بسر کی۔ انہیں اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ بھی پڑھنا نہیں

آتا۔ نماز تو علیحدہ چیز ہے۔ بڑے بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ سے جاکر پوچھ لیجئے۔ اسلام کی بنیاد کلمہ شہادت بھی نہیں آتا اور اگر باپ مرجائے۔ تو باپ کے بخشوانے کے لئے نماز جنازہ میں جو دعا اسلام نے سکھائی ہے۔ وہ آپ کو نہیں آتی۔ کیا تمہیں نماز جنازہ کی یہ دعا پنجاب یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں سکھائی گئی ہے۔ اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثٰنا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان : ترجمہ۔ اے اللہ ہمارے زندوں اور مُردوں کو بخش دے۔ اور ہمارے حاضر (جو جنازہ میں حاضر ہیں) اور ہمارے غیر حاضروں کو بخشدے۔ اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو بخشدے۔ اور ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو بخشدے۔ اے اللہ جسے تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جسے تو ہم میں سے مارے اسے ایمان پر مار۔

جب آپ کے نصاب تعلیم میں اسلام کی بنیاد نہیں ہے۔ تو کتاب وسنت کی آپ اشاعت کس طرح کرسکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ علماء کرام کے نصاب تعلیم میں یہ دونوں چیزیں ہیں۔ آپ کو تو ایم اے کی ڈگری اسلام کا بنیادی کلمہ بھی نہ جاننے کے باوجود مل جاتی ہے۔ لیکن عربی مدارس میں جب تک

دونوں چیزوں کو اساتذہ کرام سے نہ پڑھ لے۔ عالم کی سند (ڈگری) نہیں ملتی آپ خود ہی انصاف کریں۔ آپ کو بحیثیت مسلمان کہلانے کے علماء کرام جو حاملین کتاب وسنت ہیں۔ ان پر لب کشائی کرنے کا کیا حق ہے۔

معاف کیجئے

اگر آپ اس اظہر من الشمس حقیقت کے باوجود علماء دین پر زبان طعن کھولنے سے باز نہ آئیں۔ تو معاف کیجئے۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ پاکستان میں کتاب و سنت کے پڑھنے والا اور اس کی نشر و اشاعت کرنے والا کوئی وجود باقی نہ رہے۔ کیونکہ آپ تو نہ یہ علم جانتے ہیں۔ اور نہ اسکی اشاعت کر سکتے ہیں۔ اشاعت کرنے والوں کو پاکستان سے مٹانا چاہتے ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ پاکستان میں نہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) رہے۔ اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین (علم حدیث) رہیں۔ یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ کا دین زندہ رہے گا۔ وہ تو نہیں مٹے گا۔ اس کے مٹانے والے مٹ جائیں گے۔ اور دنیا میں ذلت کی موت مریں گے۔ جس طرح دنیا میں پہلے ہوتا آیا ہے۔ کہ دین الٰہی کی اشاعت کرنے والوں کی توہین و تحقیر کرنے والے دنیا سے ذلت کی موت سے

مرے ۔ اور ابدالآباد کی بربادی کا تمغہ لے کر گئے ۔ اگر میری عرضداشت پر یقین نہ آئے ۔ تو پہلی قوموں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے ۔

ہندوستان کی نوے سالہ تاریخ

اے نوجوان مسلمان علماء کرام کی توہین و تحقیر کرنے والے تو ہندوستان کی نوے سالہ تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھ کہ انگریز کی اسلام دشمنی کے مقابلہ میں اسلام کی حفاظت کے لئے کون سینہ سپر ہوا ہے ۔ جیلوں میں کون رہا ہے ۔ عبور دریائے شور کی سزائیں انگریز نے کس کو دی ہیں ۔ کیا یہ علماء کرام کا وجود مسعود نہیں ہے ۔ جس نے سب کچھ جھیلا ۔ مگر انگریز کے ساتھ تعاون نہیں بڑھایا ۔ ہاں اگر ہزاروں میں کوئی خبیث الطبع ایسا نکل بھی آیا ہو ۔ تو ممکن ہے ۔ مگر پھر بھی بحیثیت جماعت کے جس نے انگریز کے منہ پر کلمہ حق کہنے پر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنی ہیں ۔ تو وہ علماء کرام کی جماعت اور ان کے مقتدی اور تابعدار ہی تو تھے ۔

ہندوستان کی آزادی کے سب سے پہلے علمبردار عالم ہی تھے ۔ تاریخ شاہد ہے ۔ کہ ۱۸۵۷ء تک ہندوستانیوں کے دلوں میں مذہب کا احترام بہت زیادہ تھا ۔ مذہبیت کی بدولت ارباب

مذہب اور علماء ملت کا احترام بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ حضرت سید احمد صاحب شہید کی تحریک کے سلسلہ میں ایک ایک مجاہد عالم کے مریدوں کی تعداد اسی اسی ہزار تک پہنچی ہوئی تھی۔ جو مختلف صورتوں سے اس جہاد میں حصہ لے رہے تھے۔ جو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سکھوں یا انگریزوں کے خلاف جاری کر رکھا تھا۔ ایک انگریز کارخانہ دار کے بیان کے موجب اس کے دیندار مسلمان ملازم اپنی تنخواہ یا مزدوری کا ایک حصہ استھانہ کیمپ (حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرکز جہاد) کے لئے علیحدہ کرا کر رکھتے تھے۔ اور مسلمان ملازم یہ کہہ کر چند ماہ کی رخصت لے لیتے تھے۔ کہ انہیں فریضہ جہاد ادا کرنے کے لئے جہاد میں شریک ہونا ہے۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان" از ڈاکٹر ہنٹر بحوالہ روشن مستقبل صـ ۱۱۵ طبع سوم)

بے خبر مسلمان

اے بے خبر انگریزی دان نوجوان تم لینن اور اسٹالن کی ہسٹری تو شوق سے پڑھتے ہو۔ اور ان کے اصولوں پر چلنا چاہتے ہو۔ مگر تمہیں اپنے بزرگوں کی تاریخ جہاد حریت کا علم نہیں ہے۔ اس بے خبری کے باعث علماء کرام کو کوستے ہو۔ ماقبل کا حوالہ پڑھ کر آنکھیں کھول کر دیکھو۔ تمہیں تو اپنے

اسلام کے حامل بزرگوں کی زندگیوں پر فخر کرنا چاہئے تھا۔ مگر کیا کیا جائے۔ انگریز نے تمہیں غلط راستے پر ڈالا۔ اور سالہا سال تمہاری اسی زاویہ نگاہ سے تربیت کی۔ جس کا بدمزہ اور کڑوا پھل ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت دے آمین۔

علماء اسلام کے چار حملے

"علماء ملت صحیح طور پر اور بجا طور پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک مرتبہ نہیں۔ بارہا حریت اور انقلاب کی قربانگاہ پر خود کو پیش کیا۔ انگریزی اقتدار کے ابتدا سے آج تک ان کے خیالات۔ انقلاب کا نقشہ قائم کرنے میں اور ان کی عملی طاقتیں انقلاب کو بروئے کار لانے میں مصروف رہیں۔ حضرت سید صاحب شہید کی تحریک کے آغاز سے ۱۹۱۵ء تک یعنی صرف ۸۵ سال کے عرصہ میں ہندوستان کی صرف یہی ایک جماعت ہے۔ جس نے چار مرتبہ انقلاب کی جدوجہد کی (ماخوذ از علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے ص۲۰۱)

علماء پر اعتراض کرنے والے

کیا اعتراض کرنے والے اپنی جماعت میں سے کوئی ایک شخص بھی پیش کر سکتے ہیں۔ جس نے توس مکھن اور آرام کرسی کے سوا شاہراہ انقلاب کی گرد چھانی ہو۔ احمق پھپھوندوی کا

ایک شعر ان راحت طلب مصلحین قوم کی حالت کا مرقع ہے۔

سوچا تھا قوم کے متعلق بہت سا کام
لیکن خیال بنگلہ و موٹر میں رہ گیا

(ماخوذ از علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے ص۲۰۰)

شورش کاشمیری کی خدمت میں

میرے بھائی ۱۷ دسمبر ۵۴ء کے چٹان میں آپ نے علماء اسلام کے خلاف جو زہر اگلا ہے۔ اگر ٹھنڈا پانی پی کر غصّے کو ٹھنڈا کر کے غور کریں گے۔ تو آپ کے معلومات ہی بہت سی باتوں کو جھٹلائینگے کہ آپ نے غصے میں آکر کافی غلط بیانی کی ہے۔ اور شرافت کی حد سے بہت دور نکل کر یہ الفاظ لکھے ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ بہت سی باتیں آپ نے محض وزیر داخلہ کی بحیثیت وزیر ہونے کی حمایت میں لکھ ڈالی ہیں ۔ ورنہ وہ چیزیں آپ کے ضمیر کے خود خلاف ہیں۔ کیا آپنے اقبال اور ملا ؟ کے خلاف پہلے علماء کرام کی تائید نہیں کی تھی " ملا کو گالی نہ دو" اب ایک دنیا دار کی حمایت میں اپنی سابقہ تحریر کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

خود بھی وزیر داخلہ کے خلاف

آپ بھی تو وزیر داخلہ کے اس خیال "مذہب و سیاست ایک دوسرے سے مختلف ہیں" کے مخالف ہیں۔ اور علما اسلام سے ان کی تردید میں متفق ہیں پھر آپ بھی تو میری اور علماء کرام کی طرح قابل گردن زدنی ہو گئے۔ کیا آپ نے یہ نہیں لکھا "ان سطور کے راقم (شورش کاشمیری) کا بھی یہی نظریہ ہے۔ کہ مذہب و سیاست میں اسلامی نقطۂ نظر سے کوئی تفریق نہیں"

مذہب و سیاست میں جو تضاد اور تناقض پیدا ہو گیا ہے اور جن لوگوں کو مذہب و سیاست کی یکجائی سے چڑ ہے۔ اس کی تمام تر ذمہ داری مذہبی طبقہ پر ہے"

کیا خوب کہی

ماشاء اللہ کیا خوب کہی۔ مذہب و سیاست کو جدا سمجھنے والوں کی جہالت کی ذمہ داری علماء اسلام پر ہے۔ اس اعتراض کا جواب انگریزی دان دوستوں کے اپنے فرقے کے امام اکبر الہ آبادی مرحوم کا ایک شعر کافی ہے ؎

اُنہوں نے دین کب سیکھا ہے جاکر شیخ کے گھر میں۔
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ یوم الجمعۃ

پاکستان کا قانون صرف قرآن ہی ہو سکتا ہے

سیاستدانی بیرسٹر سے عالم قرآن کا درجہ بہت بلند ہے

قولہ تعالیٰ: فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ سورہ بقرہ رکوع ۲۵

ترجمہ:- پھر بعض تو یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی دے۔ اور نہیں ہے واسطے ان کے آخرت میں کوئی حصہ اور بعض تو یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے

حاصل

ان آیات کا حاصل یہ نکلا - کہ دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں پہلی قسم وہ ہے - کہ وہ فقط دنیا کی زندگی میں عزت، آرام راحت اور زیب وزینت چاہتے ہیں - ان کی نظر میں آخرۃ کا کوئی نقشہ ہی نہیں ہے - دوسری قسم وہ ہے - جو دنیا کی عزت آرام اور راحت کے ساتھ آخرت کی عزت - اور آرام کے بھی خواہاں ہیں - بفضلہ تعالےٰ عالم قرآن کا آخرۃ پر یقین ہے - اسلئے اُس جہان کی راحت کا طالب ہے -

مسٹر سے سوال

کیا آپ کو بھی انگریز نے یہ تعلیم دی تھی - کہ دونوں جہانوں پر ایمان لاؤ - اور ان دونوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے کوشش کرو، اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا

قوله تعالیٰ:- رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۞ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞ ترجمہ - اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے (یعنی پیغمبر) سے سنا جو ایمان لانے کو

پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ سورہ آل عمران ع۲۰

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر دل سے مہر تصدیق لگانی چاہیئے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی مانگنی چاہیئے۔ اور اللہ کے نیک بندوں کی سی موت کی دعا کرنی چاہیئے۔ اور قیامت کے دن کی ذلت سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ بفضلہ تعالےٰ عالم قرآن نے اپنے اساتذہ سے تعلیم ہی یہی پائی ہے۔ اور انہیں چیزوں کا یقیناً خواہاں ہے

مسٹر سے اقبال

میرے بھائی۔ کیا تمہیں انگریز نے پرائمری سے لیکر ایم اے تک کہیں یہ چیزیں پڑھائی تھیں ؟ جواب یقیناً نفی میں ہو گا۔

مسٹر کے متعلق ڈاکٹر سر اقبال کی رائے

چشم بینا سے ہے جاری جوئے خون
علم حاضر سے ہے دین زار و زبوں
گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

لسان العصر حضرت اکبر آبادی

پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آواز اذان بھی آ نہیں سکتی

نتیجہ

مذکور الصدر آیات اور ان کے اندر بیان کردہ اسلام کے بنیادی مسائل کی تعلیم جب مسٹر کے معلم اور مربی (انگریز) نے انہیں نہیں دی ۔ تو نتیجہ صاف ہے ۔ کہ مسٹر کس منہ سے کہہ سکتا ہے ۔ کہ وہ پاکستان جس کے حصول کا مقصد ہی لا الہ الا اللہ تھا ۔ اسے میں عالم قرآن سے بہتر سیاسی لحاظ سے چلا سکتا ہوں ۔

قرآن مجید کا لا الہ الا اللہ سے متعلق

میرے بھائی مسٹر صاحب سارا قرآن مجید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تو ساری تفصیل اور تفسیر ہے۔ لا الہ الا اللہ بیج کی مثل ہے۔ اور سارا قرآن مجید اس بیج کی تفصیل اور گویا قرآن مجید اس بیج کا درخت ہے۔ جب تمہیں لا الہ الا اللہ کی تفصیل اور تشریح معلوم نہیں ہے۔ تو تم پاکستان کی سیاست کو کس طرح اسلامی طریقہ پر چلا سکتے ہو۔ لہذا پاکستان کی اسلامی سیاست کو فقط عالم قرآن ہی پورے طور پر سمجھ سکتا ہے۔ اور وہی اسلامی طریقہ پر اسے چلا سکتا ہے۔ نہ کہ وہ مسٹر۔ انگریز۔ امریکہ یا روس کی سیاست کے طریقہ پر پاکستان کو چلائے۔ بھائی جان یہ سیاست تو تقسیم ملک سے پہلے بھی تھی۔ آپ نے پاکستان بنا کر پھر کون سی خوبی پیدا کی۔

قرآن مجید میں کیا کچھ ہے

میرا بھائی مسٹر چونکہ قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے وہ خیال کرتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں سیاست کی کوئی تعلیم نہیں ہے۔ میں اپنے بھائی سے عرض کرتا ہوں۔ کہ قرآن مجید انسان کے ہر شعبہ حیات میں بہتر

راہ نما ہے ۔ قرآن مجید میں اخلاقی ۔ معاشرتی ۔ اقتصادی ۔ سیاسی ۔ ہر ایک شعبہ کے متعلق بنیادی اصول اور ہدایات موجود ہیں ۔ اور اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے ۔ کہ اس قسم کے سچے اور منصفانہ اصول دنیا میں کسی قوم کے پاس نہیں ہیں ۔ فرمان ہوتا ہے ۔ (تمت کلمت ربك صدقا وعدلا) سورۃ الانعام رکوع نمبر۱۴ پارہ ۸ ترجمہ :۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں ۔ لہذا قرآن مجید میں جو سیاست کے گُر عالم قرآن کو سکھائے گئے ہیں ۔ وہ بہترین گُر دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں ہیں ۔ لہذا قرآن مجید کا عالم جو اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی سیاست سے نظام قائم کرے گا ۔ وہ مسٹر کے نظام سے یقیناً بہتر ہوگا ۔ کیونکہ مسٹر کو نظام سیاست سکھانے والا اللہ تعالیٰ نہیں ہے ۔ بلکہ انگریز ہے ۔

وعدہ

انشاء اللہ تعالےٰ میں تھوڑی دور آگے جا کر اسی خطبہ میں عرض کروں گا ۔ کہ مسٹر نے پاکستان کی ۷ سالہ زندگی میں کیا کیا اور اگر عالم قرآن کے ہاتھ میں باگ ہوتی

تو پاکستان کو کس طرح صحیح معنی میں پاکستان بنا کر رکھ دیتا۔

قرآن مجید کی سیاسی ہدایات

(۱) حاکم عقلمند اور تنومند ہونا چاہیئے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوْا أَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ .... فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ سورۃ البقرہ رکوع نمبر ۳۲ پارہ نمبر ۲ ترجمہ۔ اور ان کے نبی نے ان سے فرمایا۔ بیشک اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر فرمادیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ وہ ہم پر حاکم کس طرح ہوسکتا ہے۔ اور اس سے ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور اسے مال میں بھی گنجائش نہیں دی گئی۔ پیغمبر نے کہا بیشک اللہ نے اسے تم پر پسند فرمایا ہے۔ اور اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی گئی ہے۔ اور اپنا ملک جسے چاہے دیتا ہے۔ اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بادشاہ کے لئے امور سلطنت کے چلانے کی پہلی شرط علم ہے۔ اور کام کرنے والی قوتیں بحال ہوں دمہ۔ سل۔ دق۔ خلل دماغ۔ وغیرہ بیماریوں میں مبتلا نہ ہو۔ جس کی صحت کی خرابی کے باعث اپنی دماغی حالت درست نہیں ہے۔ وہ نظام سلطنت کیسے چلا سکے گا۔ اس لئے حضرت طالوت کے قوی ہیکل جوان ہونے کے باعث امور سلطنت انہیں کے سپرد کئے گئے۔ اور بادشاہی کے لئے یہ دوسری شرط قرار پائی۔

علیٰ ہذا القیاس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ پہلے لوگوں کے حالات سبق اموزی کے لئے سنائے جاتے ہیں لہذا ہمیں اس واقعہ سے یہ سبق ملا۔ کہ امور سلطنت کی باگ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دینی چاہئے۔ جو اس منصب کے چلانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جس میں جنبہ داری۔ کنبہ پروری رشوت ستانی کو دخل نہ ہو

مسٹر سے خطاب

میرے بھائی مسٹر صاحب۔ دیکھ لو۔ قرآن مجید میں نظام سیاست کا کیسا عجیب گر بتلایا گیا ہے۔ اگر آپ ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان میں عہدے اور الاٹمنٹیں تقسیم کرنے کے وقت اس قاعدے کا خیال رکھتے۔ تو آج پاکستان کی یہ بدتر حالت نہ ہوتی۔ اور تباہی کے کنارے پر پہنچا ہوا نہ ہوتا۔ کیا تقسیم ملک کے بعد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں زبانوں سے آپ نے یہ لفظ نہیں سنے۔ کہ پاکستانی حکام سے کام کرانے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ رشوت یا رشتہ۔ بایں ہمہ مسٹروں کا طبقہ تو علماء کو کوستا ہے۔ کہ علماء سیاست نہیں جانتے۔ یہ طعنہ ایسا ہی ہے۔ جس طرح بھینس بجبٹر کو کہے۔ کہ تیرا منہ کالا ہے۔

مسٹر سہروردی کا بیان

ملک کے حالات خراب ہیں۔ اور موجودہ معاملات کو بہتر بنانے کے لئے انتہائی کوششوں کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ داخلی اور خارجی طور پر ملک کا وقار بہت کم سطح پر ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ

کھوئے ہوئے وقار کو پھر سے حاصل کرنے کے لئے کام کریں۔ میرے مسٹر بھائی سات سال میں ملک کا وقار کھونے کا الزام تجھ پر ہے۔ یا عالم قرآن پر؟

مسٹر سے خطاب

(۲) ہر حاکم کو ہر فیصلہ انصاف سے کرنا چاہیئے۔

قولہ تعالیٰ۔ (وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ) سورۃ النساء رکوع ۸ ترجمہ۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

(۳) ہر حقدار کو اس کا حق دو۔

قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا سورۃ النساء رکوع ۸ ترجمہ۔ بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے۔ کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو۔

مسٹر سے خطاب

میرے بھائی مسٹر صاحب۔ کیا آپ نے ۱۹۴۷ء کی تقسیم ملک کے بعد واقعی ایسا ہی حق بحقدار رسید کیا ہے۔ کیا آپ نے لاہور میں ایک ڈاکٹر کی دکان درزی کو الاٹ نہیں کی۔ کیا آپ نے ایک پروفیسر کو چاولوں

کی بل الاٹ نہیں کی - کیا بعض دیہاتی زمینداروں کو چھاپے خانے الاٹ نہیں کئے - کیا خوب انصاف ہے

(۴)، پاکستان کا قانون فقط قرآن ہوگا -

قولہ تعالیٰ :- (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ) سورہ المائدہ رکوع ۷ ترجمہ اور جو چیز اللہ نے اتاری ہے - جو شخص اس کے موافق حکم نہ کرے - تو وہی لوگ کافر ہیں -

قولہ تعالیٰ :- (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) سورہ المائدہ رکوع ۷ ترجمہ اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے - جو اللہ نے اتارا - تو وہی لوگ ظالم ہیں -

قولہ تعالیٰ - وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سورہ المائدہ رکوع ۷ ترجمہ - اور جو کوئی اس کے موافق فیصلہ نہ کرے - جو اللہ نے اتارا - تو وہی لوگ نافرمان ہیں -

مسٹر سے خطاب

میرے بھائی مسٹر صاحب - اپنی سات سالہ تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ - کیا مسلمانان پاکستان نے یہ نعرہ نہیں

لگایا تھا۔ "پاکستان" کا مطلب کیا ہے۔ "لا الہ الا اللہ" کیا اس کا مقصد یہ نہیں تھا۔ کہ پاکستان میں اللہ تعالےٰ کی حکومت ہوگی۔ اور اس کا قانون قرآن مجید ہوگا۔ میرے بھائی جب آپ قرآن مجید کو ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ آپ کے مربی اور استاد انگریز نے آپ کو پرائمری سے لے کر ایم۔ اے تک کلمہ بھی نہیں پڑھایا۔ چہ جائیکہ آپ کو قرآن پڑھاتا۔ الحمدللہ ہمارے ہر عالم قرآن نے باقاعدہ اساتذہ کرام سے قرآن مجید کے الفاظ پڑھے اس کا ترجمہ پڑھا اس کے مطالب معانی اور غوامض پر عبور کیا۔ پھر امتحان دیا اور پاس ہوئے۔ تب عالم کی سند و ڈگری ملی۔ میرے مسٹر بھائی پھر آپ پاکستان میں بیٹھ کر کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ عالم سیاست نہیں جانتا۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں اور گزشتہ سطور میں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی سکھائی ہوئی سیاست فقط عالم قرآن ہی جان سکتا ہے مسٹر نہیں جانتا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ کہ کافر کی سیاست فقط مسٹر ہی جانتا ہے۔ عالم قرآن نہیں جانتا وہ کافرانہ سیاست انگریز کی ہو۔ یا امریکہ کی یا روس کی لینن اور سٹالن کی ہو۔ مسٹر سے جو سات سال میں انتظام نہیں ہوا۔ عالم قرآن مجید بفضلہ تعالیٰ ایک دن میں کر سکتا ہے قرارداد

مقاصد جو دستور ساز اسمبلی نے ۱۹۴۹ء میں منظور کی تھی اس میں یہ فقرے ہیں "جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں ہے ترتیب دے سکیں"۔ سات سال میں ان فقروں کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔

پیشکش

یہ عاجز گنہگار ادنیٰ سے ادنیٰ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا خادم جو شیرانوالہ دروازہ مسجد لائن والی میں ۳۷ سال سے لاہور میں بفضلہ تعالیٰ درس قرآن دے رہا ہے۔ حکومت پنجاب کی خدمت میں یہ پیشکش کرتا ہے۔ کہ اگر شہر لاہور کے نظم و نسق سے تعلق رکھنے والے سرکاری عہدہ دار ایک ہفتہ کے لئے سارے اختیارات میرے سپرد کردیں۔ تمام عہدہ دار تنخواہیں خود لیں۔ الاؤنس وصول کریں۔ میں خدا کے فضل سے بلا معاوضہ خدمت کرونگا فقط اختیارات مجھے دیدیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ ایک ہی دن میں مملکت خداداد پاکستان میں اسلام کی بنیاد رکھی جائیگی۔ اور لاہور کے لاکھوں باشندے شہادت دیں گے۔ کہ واقعی

آج لاہور میں پاکستان کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

پہلے ہی دن کا پروگرام

اگر دو بجے دن کے اس عاجز احمد علی کو لاہور کے نظم و نسق کے اختیارات سپرد ہوں گے۔ تو اسی دن ۵ بجے شام ریڈیو پر اعلان کروں گا۔ کہ پولیس کو حکم دیتا ہوں۔ کہ لاہور کے چکلے (ٹبی) پر پکٹنگ لگا دیں۔ اور بازاری عورتوں کے مکانوں کے سامنے اعلان کر دیں۔ کہ اگر کوئی بدمعاش اندر ہے۔ تو وہ ایک گھنٹہ کے اندر نکل جائے۔ ورنہ اس کے بعد جو اندر سے گرفتار ہوگا۔ اگر بدکاری کرتے پکڑا گیا۔ اور چار گواہ مل گئے۔ اور زانی شادی شدہ ہوا۔ تو ٹبی بازار ہی میں ہی کھڑا کر کے صبح کو سنگسار کر دیا جائیگا اور اگر غیر شادی شدہ ہوگا۔ تو ایک سو درے لگوائے جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن اگر ایک زانی کو سنگسار کر دیا گیا تو آپ دیکھیں گے۔ کہ دوسرے دن کوئی بدمعاش ٹبی کی طرف موںہہ بھی نہیں کرے گا۔ اگر ایک بدمعاش کو موت کے گھاٹ اتارنے سے ہزاروں بدمعاش تائب ہو جائیں اور رنڈیوں کی بجائے اپنے گھر جا کر آباد کریں۔ یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں پردہ نشین عورتوں

کے دلوں سے دعا نکلے گی - کہ اسلام زندہ باد - احمد علی زندہ باد - جس نے ہمارے اُجڑے ہوئے گھروں کو آباد کر دیا - اور ہمارے بداخلاق خاوندوں کو بداخلاقی سے ہٹایا - اور ہزاروں روپیہ حرامکاری کے سلسلہ سے جو رنڈیوں کے گھروں میں جاتا تھا - وہ بیوی بچوں میں صرف ہوگا (ایک ضروری نوٹ) اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے مجھے لاہور کی پولیس پر پورا اعتماد ہے - کہ ان میں اللہ تعالےٰ کے نیک بندے اسلام کے بہی خواہ - اسلام کا درد رکھنے والے شریعت کی طرفداری کا خیال رکھنے والے یقیناً موجود ہیں - جب میں اسلام کے نام پر اپیل کروں گا - وہ یقینا میرا ساتھ دیں گے - اگر مزید کارکنوں کی ضرورت ہوگی - تو انشا اللہ تعالےٰ لاہور سے باغیرت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد میرا ہاتھ بٹانے کے لئے میدان میں آ کھڑی ہوگی -

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی شخص اعتراض کرے - کہ سنگسار کرنا وحشیانہ سزا ہے - تو میں جواب دوں گا - کہ ہز مجیسٹی شاہ لندن کے سینکڑوں باغیوں کو اگر لاہور سنٹرل جیل میں پھانسی دینا وحشیانہ سزا نہیں

ہے۔ تو شاہنشاہ حقیقی عز اسمہ وجل مجدہ کے باغی کی جان لینا کیوں وحشیانہ سزا ہے۔

دوسرا اعلان

پولیس کو حکم دوں گا۔ کہ شراب کی دوکانوں کو مقفل کردو۔ صبح سویرے تمام بوتلیں سڑک پر توڑ دی جائینگی کیونکہ شراب کا خریدنا۔ اور بیچنا اسلام میں دونوں حرام ہیں۔ ہاں جس ہندو۔ سکھ یا عیسائی نے پینا ہو۔ وہ واگہ کی حدود میں جاکر پی آئے۔

تیسرا اعلان

تمام سینما خانے مقفل کر دیے جائیں۔ لاہور کے بعض انگریزی دان مبصرین کی تحقیق ہے۔ کہ لاہور کے سینما کی آمدنی ۴۰ ہزار ہے۔ اس حساب سے ایک ماہ کی آمدنی ۱۲ لاکھ بن جاتی ہے۔ اور چونکہ فلمیں بھارت سے آتی ہیں۔ اس لئے اس آمدنی میں ۶۰ فیصدی بھارت کو جاتا ہے۔

مسٹر سے خطاب

میرے بھائی سینما سے کیا نتیجہ نکلا۔ روپیہ برباد۔ وقت ضائع

اخلاق تباہ۔ مثلاً سینما کے ان شوؤں سے نوجوانوں کے اخلاق پر کیا اثر پڑے گا کس کی پیاری۔ دو گھڑی کی موج۔ شادی کی پہلی رات۔ دوپٹے والی اس کے علاوہ بھارت کو جو روپیہ جائے گا۔ اس سے پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے بم نہیں بنائے جائیں گے۔ ہوائی جہاز نہیں خریدے جائیں گے۔ ماشاءاللہ یہ تیری سیاست کے نتائج ہیں۔

چوتھا اعلان

تمام ہوٹلوں میں رقص قانوناً جرم قرار دیا جائیگا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔

پانچواں اعلان

ڈانس قانوناً جرم قرار دیا جائے گا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزا دیجائیگی

چھٹا اعلان نماز کے متعلق

ریڈیو پر اعلان کردوں گا۔ کہ کل ظہر کی نماز دفتر میں پڑھنی پڑیگی۔ کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت دفتر کے وقت میں آتا ہے۔ اس لئے ہر ایک سرکاری ملازم چادر گھر سے لائے۔ تاکہ بچھا کر نماز پڑھ سکے۔ پولیس کو حکم دوں گا۔ کہ ہر دفتر کے سامنے ملازمین کی تعداد کے مطابق مٹی کے لوٹے رکھیں۔ اور سقوں سے ان میں پانی ڈلوا دیں۔ بیشک ہر شخص اپنے اپنے طریقہ پر نماز پڑھے مگر جو نماز نہیں پڑھے گا۔ اسے معطل کر دیا جائیگا خواہ چھوٹا ہو۔ یا بڑا۔

ساتواں اعلان

چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا

ریڈیو پر اعلان کردوں گا۔ جو شخص چوری کرے گا۔ اسے جیل کی سزا نہیں

دی جائے گی۔ ثابت ہونے پر چور کا ہاتھ کاٹ کر رخصت کر دیا جائیگا۔

نتیجہ

یہ نہیں ہوگا۔ کہ ایک ایک گاؤں میں سات سات آٹھ آٹھ ٹنڈے ہو نگے انشاء اللہ تعالےٰ شہر لاہور میں ایک دو کے ہاتھ کاٹے گئے۔ تو چوری ختم ہو جائیگی کیا اللہ تعالیٰ سے ہم زیادہ عقلمند ہیں۔ اور مخلوق خدا کے اس سے زیادہ مہربان ہیں۔ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس جرم کے روکنے کے لئے جو اس نے سزا تجویز کی ہے۔ وہی مفید اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔

الحمد للہ

جب لاہور میں زنا۔ شراب خوری۔ سینما۔ ڈانس اور چوری بند ہو جائیگی۔ اور نماز لازمی ہو جائے گی۔ تو خدا کے فضل سے۔ ہر مسلمان کی زبان پر یہ لفظ ہوگا کہ آج پاکستان کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ یہ الگ چیز ہے۔ کہ بدمعاشوں، شرابیوں سینما بینوں ڈانس کرنے والوں کے گھر میں ماتم کی صف بچھ جائیگی۔ یہ فقط پہلے دن کا پروگرام ہے۔ جو عرض کیا گیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چیلنج

اے انگریزی دان مسٹر تو قرآن دان علماء کرام کے مقابلہ میں آ انشاء اللہ تعالےٰ ہم نہ تو حکومت پاکستان کے خزانہ سے تنخواہ لیں گے۔ نہ رشوت لیں گے اور نہ امریکہ سے لیں گے۔ اور تمہیں اصلی سچا۔ اور کھرا پاکستان قرارداد مقاصد کے مطابق بنا کر دکھا دیں گے۔ پھر دیکھ لینا کہ سیاست تم جانتے ہو ہم جانتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

Masood Faisal Jhandir Library